مجلس 31

کتابوں کی قبولیت

کتابوں کا فیض:

حضرت جی دامت برکاتہم کی مجلس میں حضرت ڈاکٹر سلیم صاحب اور دوسرے کافی لوگ بیٹھے تھے اسی دوران راقم الحروف مجلس میں حاضر ہوا۔ اس وقت کتابوں کا تذکرہ چل نکلا۔ حضرت جی نے ارشاد فرمایا، کتابوں کا فیض تقریروں کے فیض سے زیادہ ہوتا ہے مثلاً حضرت تھانویؒ نے 2700 کے قریب کتابیں لکھی ہیں۔ اگر ان کی عمر دوگنی بھی ہو جاتی تب بھی تقریروں کا فیض ان کی تحریروں کے فیض سے زیادہ نہ پھیلتا۔ بعض اوقات تحریر کا فیض سینکڑوں سال تک پھیلتا رہتا ہے مثلاً بخاری شریف کو امام بخاریؒ نے کب لکھا تھا اور اب سینکڑوں سال بعد تک بھی فیض پھیل رہا ہے اور انشاء اللہ قیامت تک یہ فیض پھیلتا رہے گا۔

کتابوں کی قبولیت:

ارشاد فرمایا کہ کتابوں کی قدر و قیمت کا تعلق قبولیت کے ساتھ ہے مثلاً مشکوۃ شریف حدیث کی کتاب ہے۔ ترتیب کے لحاظ سے اس سے بہتر کتابیں

موجود ہیں مگر یہ قبول ہو گئی، تو فیض پھیل رہا ہے۔

فضائل پر مشتمل بہت سی کتابیں ہیں ویسے بھی یہ فضائل بہت سی کتابوں میں مل جاتے ہیں مگر جو قبولیت حضرت شیخ الحدیثؒ کی ''فضائل اعمال'' کو ملی وہ اور کسی کو نہیں ملی۔ لکھنے والوں نے تو بہت سی کتابیں لکھیں مگر درس نظامی میں جو کتابیں شامل ہیں وہ ہزاروں جید علماء کرام نے پڑھی ہیں یہ قبولیت کی بات ہے۔

قابلیت یا قبولیت:

ارشاد فرمایا، اللہ تعالیٰ کے ہاں قابلیت نہیں قبولیت ہوتی ہے مَنْ قُبِلَ قُبِلَ بِلَا عِلَّةٍ (جس کو قبول کیا گیا بغیر کسی وجہ کے محض اپنے فضل سے قبول کیا) مفتی محمد شفیعؒ کی معارف القرآن کی قبولیت دیکھیں کہ ہر گھر میں موجود ہے۔ جب اللہ تعالیٰ کسی چیز کو قبول کر لیتے ہیں تو اس کی یہ علامت ہے کہ اس کے فیض کو جاری فرما دیتے ہیں مثلاً علامہ شاطبیؒ نے قصیدہ لکھا تو اس کو ہاتھ میں لے کر 1200 طواف کئے اور ہر طواف کے بعد دو رکعت نفل پڑھے اور قبولیت کے لئے دعائیں کیں، وہ قبول ہو گیا۔

سواطع الالہام کے نام سے فیضی نے بغیر نقطوں کے پورے قرآن کی تفسیر لکھی بظاہر وہ قابل قدر کام نظر آ رہا تھا مگر اللہ تعالیٰ کے ہاں قبول نہ ہوا۔ جہاں مصنف ختم ہوا ساتھ ہی کتاب بھی ختم ہو گئی۔

قبولیت والی چیز دیرپا ہوتی ہے:

ارشاد فرمایا کہ حضرت ابراہیمؑ کو بیٹا ذبح کرنے کا حکم ہوا۔ یہ بہت بڑی آزمائش تھی۔ جب باپ بیٹا دونوں اس امتحان میں کامیاب ہو گئے تو اللہ تعالیٰ نے اس قربانی کو قبول کر لیا اور قیامت تک کے لئے جاری کر دیا۔ اصل چیز

قبولیت ہے اس لئے کسی چیز کو قبول کروانے کے لئے اخلاص ہونا انتہائی ضروری ہے اور اخلاص پیدا ہونے کے لئے بار بار دعائیں مانگنا ضروری ہے۔

قبولیت بقدر اخلاص ہوتی ہے:

اللہ تعالیٰ کی ذات بڑی بے نیاز ہے اس کے ہاں قبولیت دیکھی جاتی ہے قابلیت نہیں دیکھی جاتی۔ قبولیت اخلاص کے بقدر ملتی ہے جتنا زیادہ اخلاص ہوگا اتنی زیادہ قبولیت ہوگی۔ اللہ تعالیٰ کے ہاں اخلاص چلتا ہے، دورنگی اور ریا نہیں چل سکتی۔ دوغلی پالیسی اللہ تعالیٰ کے ہاں قابل قبول نہیں اس لئے دو رنگی چھوڑ کر محض اللہ تعالیٰ کی رضا اور اخلاص سے کام کیا جائے گا تو قبول ہو جائے گا۔

دو رنگی چھوڑ دے یک رنگ ہو جا
سراسر موم ہو یا سنگ ہو جا

مجلس 32

اچھی صحبت کی برکات

صحبت کی برکات:

ارشاد فرمایا، ایک علم کتابوں سے حاصل کیا جاتا ہے ایک علم صحبت سے حاصل کیا جاتا ہے۔ مشائخ کی صحبت میں بیٹھ کر بات توجہ سے سننا چاہئے اس سے بعض اوقات ایسے ایسے اشکالات دور ہو جاتے ہیں کہ بڑی بڑی کتابوں سے نہیں ہوتے۔ ہمارے مشائخ طالبین کو ملفوظات سنایا کرتے تھے۔ جس کے دل میں محبت الٰہی ہوتی ہے تو اس کے الفاظ میں تاثیر ہوتی ہے کیونکہ بات دل کے درد اور تڑپ سے نکلتی ہے۔ اسی چیز کے ثبوت میں ایک دلچسپ واقعہ سنایا۔

حضرت خواجہ عبدالقدوس گنگوہیؒ کے بیٹے بڑے عالم تھے۔ انہوں نے ایک مجمع میں بڑے علوم و معارف بیان کئے مگر کسی پر گریہ طاری نہ ہوا۔ جب حضرت گنگوہیؒ نے بات شروع کی اور فرمایا کہ رات ہم نے دودھ رکھا تھا بلی آئی اور پی گئی، ہم نے سحری کرنی تھی۔ بس اتنا سننا تھا کہ لوگ دھاڑیں مار مار کر رونے لگے۔ پھر بیٹے سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ زبان سے میں نے بات کی تھی تو دل سے توجہ ڈالی تھی جس سے باتیں دل تک اثر کرتی چلی گئیں۔ اس

لئے ضروری ہے کہ علم کے ساتھ ساتھ اپنے دل کو بھی محبت الٰہی سے گرم کریں تا کہ صحبت میں بیٹھنے والوں پر بھی محبت الٰہی کے اثرات پڑیں۔

محبت کے اثرات:

ارشاد فرمایا، بعض اوقات ایسے ہوتے ہیں اور بعض اشخاص ایسے ہوتے ہیں کہ جن کے پاس بیٹھنے سے بات دل تک اترتی چلی جاتی ہے۔ مشائخ کی صحبت میں ہر روز نئی باتیں نہیں ہوتیں وہی پرانی باتیں ہوتیں ہیں مگر ان میں تاثیر ہوتی ہے۔ یہ کوئی بچوں کا نام رکھنا نہیں ہے کہ ہر روز نئے سے نئے نام ہوں۔ بچے چیونگم کو چباتے ہیں مگر تھکتے نہیں ہیں ہمیں بھی اسی طرح اللہ والوں کی باتوں سے تھکنا نہیں چاہیے۔

توجہ کیا ہوتی ہے؟

توجہ کیا ہوتی ہے؟ تصوف کیا ہوتا ہے؟ اللہ والوں کے دلوں میں جو عشق، محبت اور قوت ہوتی ہے اسے وہ دوسرے بندے کے دل پر ڈالتے ہیں۔ اللہ والوں کے دل میں محبت الٰہی کا کرنٹ ہوتا ہے جیسے آسمانی بجلی بغیر تار کے گرتی ہے اسی طرح اولیا اللہ کے دلوں کے انوارات بجلی کی طرح دل پر گرتے ہیں اور انسان کی کیفیات اور حالات کو بدل دیتے ہیں۔

نگاہ ولی میں وہ تاثیر دیکھی
بدلتی ہزاروں کی تقدیر دیکھی

کیا نظر لگ سکتی ہے؟

حدیث شریف میں موجود ہے کہ ایک صحابیؓ کو نظر لگ گئی تو حضور ﷺ نے

نظر اتارنے کا طریقہ بتایا۔ سوچیں جس نظر کے اندر کینہ، بغض، حسد، عداوت، غصہ ہو تو وہ اثر کر جاتی ہے تو جس نظر میں محبت ہو، ہمدردی ہو، مہربانی ہو کیا وہ نظر اثر نہیں کرے گی؟

کوئی اندازہ کر سکتا ہے اس کے زور بازو کا
نگاہ مرد مومن سے بدل جاتی ہیں تقدیریں

توجہ کے واقعات:

جب آریہ سماج کی تحریک چلی تو ہندوؤں کے کچھ سادھوؤں نے مجاہدہ کے ذریعے کچھ تصرف حاصل کیا ہوا تھا۔ وہ مختلف دیہات میں جاتے اور مسلمانوں پر توجہ ڈال کر انہیں ہندو بناتے۔ یہ واقعہ حضرت شیخ الحدیث مولانا زکریاؒ نے بھی لکھا ہے۔ علماء دیو بند نے ان سادھوؤں کی طرف پیغام بھیجا کہ مناظرہ کر لو حق اور باطل کا فیصلہ ہو جائے گا، یہ کیا تم سادہ لوح مسلمانوں کو گمراہ کرتے ہو۔ ہندوؤں نے مناظرہ کے لئے یہ شرط لگائی کہ پہلی صف میں ہمارے سادھو بیٹھیں گے۔ مسلمانوں نے بھی ایسا عالم منتخب کیا کہ جو بات کرنے کا دھنی تھا۔ مناظرہ شروع ہو گیا، مگر مسلمان عالم ایسے بول رہے تھے جیسے کوئی بے ربط باتیں کر رہا ہو۔ ہندو مقرر نے چڑھائی شروع کر دی۔ علماء کرام حیران، مسلمان پریشان کہ یہ کیا ہو رہا ہے؟ مسلمانوں میں سے ایک آدمی بھاگا بھاگا حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوریؒ کے پاس گیا جو کہ سٹیج کے پیچھے حوالہ جات ڈھونڈنے کے کام پر مقرر تھے۔ سب سے مشکل کام تو حوالہ جات دکھانا ہوتا ہے۔ اس آدمی نے حضرت مولانا سہارنپوریؒ کو صورت حال بتائی تو آپ نے وہیں بیٹھے بیٹھے مراقبہ کیا۔ مراقبہ میں دیکھا کہ پہلی صف میں ایک ہندو

سادھو بیٹھا مسلمان مقرر کے دل پر توجہ ڈال رہا تھا جس کی وجہ سے وہ بے ربط باتیں کر رہا تھا۔ حضرتؒ نے جب یہ محسوس کیا تو وہیں بیٹھے بیٹھے اس سادھو پر توجہ ڈالی تو وہ چیختا ہوا مجمع سے بھاگ گیا۔ مسلمان عالم کی زبان کھل گئی تو مسلمانوں نے مناظرہ جیت لیا۔ مسلمان جب گھروں کو واپس جا رہے تھے اور کچھ گاڑی کے ذریعے واپس ہو رہے تھے۔ گاڑی میں بیٹھے ہوئے ایک سادھو نے مولانا خلیل احمد سہارنپوریؒ کے ایک مرید پر توجہ ڈالنی شروع کی، انہوں نے مراقبہ میں اپنے پیر کی طرف توجہ کی تو ادھر سے فیض آنے لگا۔ اگلے اسٹیشن پر سادھو بھاگا اور دوسرے ڈبے میں چلا گیا۔

بریلوی پیر کا واقعہ:

حضرت جی دامت برکاتہم نے اپنے ساتھ بیتے ہوئے واقعات کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا، اس عاجز کو اس قسم کے دو واقعات پیش آئے ایک واقعہ تو کچھ اس طرح تھا کے بریلویوں کے ایک بڑے پیر تھے، انہیں کسی کا کچھ سامان پہنچانا تھا۔ فقیر نے روزہ رکھ لیا کہ کچھ کھانا نہیں پڑے گا۔ پیر صاحب کے ہاں ایک عجیب چیز دیکھی کہ ایک انگلی سے سلام کر رہے تھے یہ عجیب طریقہ تھا۔ فقیر نے امانت ان کے سپرد کی، اس نے مراقبہ کر کے مجھ پر توجہ ڈالنی شروع کر دی۔ یہ عاجز بھی مراقبہ میں چلا گیا اور اپنا حصار کر لیا۔ مجھے ایسا محسوس ہوتا تھا کہ جیسے باہر جھکڑ چل رہے ہوں اور میں شیشے کے گھر میں ہوں۔ اس نے مراقبہ میں 15 منٹ تک زور لگایا، الحمدللہ وہ کچھ بھی نہ کر سکا۔ اس نے آنکھیں کھولیں اور کہنے لگا کہ تیری نسبت بڑی مضبوط ہے۔ میں نے کہا کہ، میرے شیخ کی نسبت بڑی مضبوط ہے۔ کہنے لگا کہ، آپ بڑے پکے آدمی ہیں۔

الحمد للہ ہمارے مشائخ کی نسبت ایسی کامل ہے کہ دوسروں کو بھی اس کا اعتراف کرنا پڑتا ہے۔

واقعہ روس:

حضرت جی دامت برکاتہم نے روس کا ایک واقعہ سنایا کہ ایک دفعہ وہاں ایکسچینج میں فون کرنے گئے، کچھ انتظار کرنا پڑا تو فقیر مراقبہ میں چلا گیا۔ قریب بیٹھے ہوئے ایک ہندو سادھو نے توجہ ڈالنی شروع کر دی۔ حضرت جی نے جب اس کی حرکت محسوس کی تو آنکھیں کھولیں اور اس کی طرف ذرا متوجہ ہوئے تو اس کا سب کچھ چھن گیا۔ آخر کار وہ توبہ تائب ہوا، وہ اور اس کی بیوی مسلمان ہوئے۔ لینن گراڈ کے سفر میں حضرت جی کے ساتھ رہے۔ پوچھا کیوں جا رہے؟ ہوتو کہنے لگے کہ آپ کی خدمت کے لئے ساتھ جا رہے ہیں۔

تصرف وتوجہ کے کام:

ارشاد فرمایا کہ تصرف اسی طرح ہوتا ہے جیسے الہام ہوتا ہے۔ توجہ تصرف وغیرہ کے کام اللہ تعالیٰ کی طرف سے واضح اشارہ ملنے کے بعد کئے جاتے ہیں۔ حضرت خواجہ عبدالمالک صدیقیؒ فرمایا کرتے تھے کہ اگر میں چاہوں تو پورے شہر کو توجہ دوں اور تڑپا کر رکھ دوں مگر ایسا کرنے کی اجازت نہیں۔ اولیا اللہ کو جب تک انشراح نہیں ہوتا وہ یہ کام نہیں کرتے۔ انبیا کرام کی قلبی کیفیت بڑی واضح ہوتی ہے مگر اولیا اللہ کی اتنی اضح نہیں ہوتی۔

حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ سے سوال کیا گیا کہ نیکوں کی محفل میں بیٹھنے سے فائدہ ہوتا ہے، کیا نیکوں کے قریب قبر بنانے سے بھی فائدہ ہوتا ہے حالانکہ عمل تو اپنے اپنے ہوتے ہیں؟ حضرت کو کوئی آدمی پنکھا کر رہا تھا۔

پوچھا آپ کو ہوا آ رہی ہے؟ اس نے کہا، ہاں۔ فرمایا، جس طرح پنکھا تو مجھے کر رہا ہے مگر ساتھ والوں کو ہوا آ رہی ہے اسی طرح نیک لوگوں کے ساتھ بیٹھنے والوں کو بھی فائدہ ہوتا ہے۔

حضرت نانوتویؒ سے پوچھا گیا کہ انبیائے کرام اور اولیائے عظام کے کشف میں کیا فرق ہوتا ہے؟ سوال پوچھنے والا حضرتؒ کے ساتھ ایک مدرسہ کی عمارت میں جا رہا تھا۔ حضرتؒ پوچھا کہ مدرسہ کی عمارت کتنی دور ہے؟ کہا کہ تقریباً دو فرلانگ دور ہوگی۔ جب بالکل قریب پہنچ گئے تو حضرت نانوتویؒ نے پوچھا کہ اب کتنا دور ہے؟ کہنے لگا دو قدم ہے۔ آپؒ نے فرمایا کہ یہی فرق انبیا اور اولیا کے کشف میں ہوتا ہے کہ انبیا کا کشف یقینی ہوتا ہے اور اولیا کے کشف میں غلطی کا امکان ہو سکتا ہے۔ انبیائے کرام کو چیزیں قریب سے دکھائی جاتی ہیں اولیائے کرام کو دور سے دکھائی جاتی ہیں۔ انبیا کے کشف قطعی ہوتے ہیں اولیا کے کشف میں غلطی کا احتمال ہوتا ہے۔

شیخ کی خاموشی کے فوائد:

شیخ کی خاموشی شیخ کی گفتگو سے دوگنا فائدہ مند ہوتی ہے۔ اس لئے شیخ کی خاموشی سے زیادہ فائدہ ہوتا ہے مثلاً صحابہؓ گھنٹوں حضور ﷺ کی صحبت میں خاموش بیٹھے رہتے تھے اور حضور ﷺ کی توجہ ہوتی تھی۔ انوارات صحبت نبوی ﷺ صحابہ کرامؓ پر پڑتے تھے۔

حضرت خواجہ باقی باللہؒ بہت کم بولتے تھے۔ ایک آدمی نے کہا کہ آپ تقریر کریں ہمیں فائدہ ہو۔ فرمایا، جس نے ہماری خاموشی سے کچھ نہ پایا تو وہ ہماری گفتگو سے بھی کچھ نہ پائے گا۔

شیخ کی توجہات:

ارشاد فرمایا، یاد رکھو! دلوں کی کدورتیں ایک توجہ کی بھی مار نہیں ہوتیں۔ یقین کرو کہ پوری توجہ ڈالیں تو مرید برداشت نہ کر سکے۔

ایک دفعہ حضرت خواجہ باقی باللہؒ کے ہاں کچھ مہمان آ گئے۔ قریب ہی ایک نان بائی تھا اس نے دیکھا تو وہ کھانا لے آیا۔ حضرتؒ بہت خوش ہو گئے فرمایا، مانگو کیا مانگتے ہو؟ اس نان بائی نے عرض کیا کہ اپنے جیسا بنا لیں۔ رحمت کا لمحہ تھا حضرت خواجہؒ نے توجہ ڈالی وہ بالکل حضرت خواجہؒ کی طرح ہو گیا۔ مگر اتنی توجہات کو برداشت نہ کر سکا اور تیسرے دن وفات پا گیا۔ مشائخ کی توجہات میں اللہ تعالیٰ نے ایسی برکات اور طاقت رکھی ہوئی ہے کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کے ہو جاتے ہیں تو پھر اللہ تعالیٰ ان کا ہو جاتا ہے۔ مَنْ کَانَ لِلّٰہِ کَانَ اللّٰہُ لَہٗ

اللہ کی خوشی شیخ کی خوشی میں ہے:

ارشاد فرمایا کہ جب مشائخ توجہ ڈالتے ہیں تو لوگوں کے قلوب کھنچتے ہیں۔ اگر غور سے سنیں تو کانوں کے ذریعے بھی فیض دل تک پہنچتا ہے، اگر توجہ سے دیکھیں تو آنکھوں کے ذریعے بھی فیض دل تک پہنچتا ہے۔ جب شیخ کے چہرے کو محبت سے دیکھیں تو دیکھنے سے بھی قلبی کیفیات بدلتی ہیں۔ ایک قلبی توجہ یعنی ہوتی ہے تو یہ خدمت اور شیخ کو خوش کرنے سے حاصل ہوتی ہے۔ جو کام شیخ ذمہ لگا دیں اسے توجہ سے کریں اور مکمل کر دیں اس سے شیخ خوش ہو جائے گا۔ شیخ مقام رضا میں ہوتا ہے اور وہ ہر معاملہ میں اللہ تعالیٰ کی خوشی کو پیش نظر رکھتا ہے اس لئے اللہ کی خوشی شیخ کی خوشی میں پوشیدہ ہے۔

معرفت کی دکان:

حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ نے مولانا محمد علیؒ مونگیری سے پوچھا کہ کیا آپ نے عشق و محبت کی دکانیں دیکھی ہیں؟ عرض کیا کہ ہاں دیکھی ہیں ایک حضرت شاہ آفاقؒ کی دکان دیکھی ہے اور دوسری حضرت شاہ غلام علیؒ مجدد دہلوی کی دکان دیکھی ہے۔

حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ کی بیعت کی وجہ:

حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ سے پوچھا گیا کہ آپ نے عالم ہو کر حضرت حاجی صاحبؒ سے کیوں بیعت کی ہے؟ حضرت گنگوہیؒ نے فرمایا مٹھائیوں کے اجزاء اور ناموں کا پتہ تو مدرسوں سے چل گیا تھا مگر حاجی صاحبؒ سے ذائقے کا پتہ چل گیا۔ گویا قرآن و حدیث کا علم تو مدارس سے حاصل کر لیا مگر ان پر عمل اور اخلاص کا پتہ تو حضرت حاجیؒ کی صحبت میں آ کر چلا۔

کیفیات کے وارث:

ارشاد فرمایا کہ علمائے کرام جیسے الفاظ نبوی ﷺ کے وارث ہیں اسی طرح صوفیا کرام کیفیات نبوی ﷺ کے وارث ہیں۔ مثلاً حضور ﷺ نے فرمایا جو کچھ اللہ تعالیٰ نے میرے سینے میں ڈالا وہ میں نے ابوبکرؓ کے سینے میں ڈال دیا۔ کیفیات تو کتابوں میں محفوظ نہیں ہو سکتیں یہ کیفیات تو دل کے ذریعے ہی منتقل ہو سکتی ہیں۔

شدت طلب:

ارشاد فرمایا لوگ کہتے ہیں کہ اس زمانے میں جنیدؒ و بایزیدؒ نہیں ہیں اگر

طلب سچی ہو گی تو کوئی شخص تمہارے لئے بایزیدؒ بنا دیا جائے گا۔ ایک دفعہ حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ نے فرمایا کہ اگر کسی مجلس میں حضرت جنیدؒ، بایزیدؒ ہوں اور اسی مجلس میں حضرت حاجی صاحبؒ بھی ہوں تو ہم تو حضرت حاجی صاحبؒ کی طرف ہی توجہ کریں گے۔ یاد رکھیں جیسی طلب ہو گی ویسا ہی کچھ ملے گا جتنی طلب شدت سے ہو گی اتنا زیادہ فیض ملے گا۔

واصل باللہ ہونے کا طریقہ:

ارشاد فرمایا، جب بندہ اپنے اندر زہد و تقویٰ، اتباع سنت پیدا کرنے کی کوشش کرتا ہے تب بات بنتی ہے۔ سالک جب تک ہالک نہ ہو اس وقت تک بات نہیں بنتی۔ جیسے قرآن حکیم میں ان تین صحابہؓ کے بارے میں آیا ہے جو کہ جہاد سے پیچھے رہ گئے تھے جب تک سالک کی کیفیت اس طرح نہ ہو جائے اس کا واصل ہونا مشکل ہے۔ قرآن میں ہے حَتّٰى اِذَا ضَاقَتْ عَلَيْهِمُ الْاَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ (زمین اپنی پوری فراخی کے باوجود ان پر تنگ ہو گئی) جب اللہ تعالیٰ کی طلب میں سالک کی یہ کیفیت ہو جائے پھر بات بنتی ہے۔

آخری نصیحت:

حضرت جی دامت برکاتہم نے اجتماع کے آخر پر دس دن کے لئے ٹھہرے ہوئے علما کرام اور دوسرے دوستوں کو بڑی کڑھن کے ساتھ فرمایا، یہ چند دن زندگی کا قیمتی سرمایا سمجھیں۔ دعائیں مانگیں کہ اے اللہ! مجھے باطنی نعمت عطا فرما اور مجھے محروم نہ لوٹا۔ آپ لوگ ان دنوں دنیا کی باتیں اپنے اوپر حرام سمجھیں حتیٰ کہ کسی کے چہرے کی طرف بھی بلا ضرورت نہ دیکھیں۔ کوشش یہ کرنی چاہئے کہ یہاں بیٹری اتنی چارج ہو جائے کہ گھر پر بھی نیکی کے کام

ہوتے رہیں۔ سالک جب تک ہالک نہ بنے واصل نہیں ہوتا اتنی محنت کرو کہ خالق و مخلوق دونوں کو ترس آ جائے۔

اس مجلس کے آخر پر حضرت جی دامت برکاتہم نے خدمت کرنے والوں کی محنت کو سراہتے ہوئے فرمایا کہ آپ لوگوں کو اجتماع کے تین دن کچھ پکانا نہیں پڑا، ہم سب کو پکا پکایا مل رہا تھا۔ امت محمد ﷺ والوں کو بھی اللہ تعالیٰ من و سلویٰ کھلاتا ہے، پکا پکایا کھانا کھلاتا ہے۔ بنی اسرائیل کو تو کچے پکائے کھانے مل رہے تھے۔ واقعی سچ فرمایا، ہم تو ایسے ہی کھا رہے تھے جیسے من و سلویٰ ہو اللہ ہمیں پورے خلوص کے ساتھ شکر ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

رَبِّ اَوْزِعْنِیْٓ اَنْ اَشْکُرَ نِعْمَتَکَ الَّتِیْٓ اَنْعَمْتَ عَلَیَّ وَ عَلٰی وَالِدَیَّ وَ اَنْ اَعْمَلَ صَالِحًا

(اے میرے رب مجھے توفیق دے کہ آپ کی ان نعمتوں کا شکر کیا کروں جو آپ نے مجھ کو اور میرے ماں باپ کو دی ہیں اور میں نیک کام کیا کروں)۔

مجلس 33

شریعت کا نفاذ کیسے ہو

حضرت جی دامت برکاتہم اسلام آباد تشریف لائے تو دوران سفر جناب آصف مجید صاحب کا فون آیا کہ میں نے آپ کے لئے نیل کٹر Nale Cutter خریدا ہے۔ فرمایا خوبصورت سا خریدنا تھا کیونکہ اَللّٰہُ جَمِیْلٌ وَیُحِبُّ الْجَمَالَ اس حدیث پر عمل بھی ہو جائے گا۔ ہم تو حسن کے مداح ہیں ہمیں تو کائنات میں ترتیب اور حسین چیزیں اچھی لگتی ہیں۔

قربانی کی برکات:

ارشاد فرمایا، جب بھی انسان اپنے رب کو خوش کرنے کے لئے قربانی کرتا ہے تو اتنا ہی اللہ تعالیٰ کا مقرب ہوتا جاتا ہے۔ خواہشات نفسانی کو چھوڑ کر اطاعت ربانی میں مشغول ہو جائے، جتنی قربانی ہوگی اتنا ہی زیادہ مقرب ہوگا۔ قُلْ اِنَّ صَلٰوتِیْ وَ نُسُکِیْ وَ مَحْیَایَ وَ مَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۔ (بے شک میری نماز اور میری قربانی اور میرا جینا اور میرا مرنا سب رب العالمین کے لئے ہے)

اخلاق اور قانون کی پابندی:

ارشاد فرمایا کہ آج کے جوان پہلے حصہ زندگی کو بقیہ زندگی کے تباہ کرنے والے کاموں میں گزار دیتے ہیں۔ بحیثیت مجموعی دیکھا جائے تو ہماری خرابی کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ ہم اصول کی پابندی کرنے کو پسند نہیں کرتے۔ اصول توڑنے کو فخر سمجھتے ہیں دوسرے کی اصولی بات ماننے کو بھی پسند نہیں کرتے۔ دوسرے کو فائدہ پہنچانے کا جذبہ ہی نہیں ہے۔ یہ ہیں تو بہت سادہ سی باتیں مگر سیکھنے کی ضرورت ہے مثلاً ریلوے پھاٹک بند ہو تو بجائے لائن میں کھڑے ہو کر انتظار کرنے کے دوسری طرف آنے والی ٹریفک کا راستہ روک لیتے ہیں، دوسروں کا مطلق خیال نہیں رکھتے۔ AirPort کے لاؤنج میں دوسروں کا خیال نہیں رکھتے، بل ادا کرنے کے موقع پر کوشش کرتے ہیں کہ باری سے پہلے ہی کام ہو جائے۔ اس طرح دوسرے بے شمار مواقع ہیں کہ ہم قانون اور اخلاقیات کی دھجیاں اڑا دیتے ہیں۔

شریعت کا نفاذ:

اسی سفر کے دوران شریعت بل کے مخالفین کی بات کرتے ہوئے فرمایا کہ لوگوں کو صرف مخالفت برائے مخالفت نہیں کرنا چاہیے۔ ایک آدمی نے تذکرہ کیا کہ بی بی یہ کہہ رہی ہے تو آپ نے فرمایا کہ بی بی ہو یا بابا جتنی مرضی مخالفت کریں ہونا وہی ہے جو میرا رب چاہے گا۔ مزید فرمایا، آج کل مجھے پتہ نہیں کیا ہے کہ میں ہر جگہ نفاذ شریعت کی بات کرتا ہوں۔ خود بخود دل سے شریعت کی حمایت نکلتی ہے۔ حضرت مجدد الف ثانیؒ کا قول ہے کہ دین کا کام جب بھی ہو، جس کے ہاتھوں سے بھی ہو اور جس وقت بھی ہو وہی زیبا ہے۔ جو

لوگ کہتے ہیں کہ ہمیں حکومت ملنی چاہئے ہم آ کر شریعت نافذ کریں گے۔ یہ مجددی طرز کے خلاف ہے۔ ان کو یہ کہنا چاہئے کہ امیروں کو امارت مبارک وزیروں کو وزارت مبارک مگر آپ لوگ شریعت کا نفاذ کریں۔ آپ حکومت کریں ہم تابعدار ہوں گے۔ دل میں یہ نیت ہو کہ شریعت نافذ ہو جائے خواہ کسی کے ہاتھوں سے ہو جائے۔ کیا ضروری ہے کہ ہم نے ہی چمپئن بننا ہے۔ شریعت کے کام میں تو وہ بھی شامل ہے جو اس کے لئے دعائیں کرتا ہے۔ اس لئے میں آپ لوگوں کو تلقین کرتا ہوں کہ اپنی نمازوں کے بعد شریعت کے نفاذ کے لئے دعائیں کیجئے آپ کا بھی حصہ پڑ جائے گا۔

کسی آدمی نے عرض کیا کہ یہ حکومتی لوگ مکمل شریعت نافذ نہیں کریں گے۔ ارشاد فرمایا، چلو جتنی وہ کر سکتے ہیں انہیں نافذ کرنے دیں باقی آپ لوگ آ کر نافذ کر لینا۔ یہ کیا بات ہے کہ سرے سے ہی نفاذ شریعت کے مخالف ہو گئے ہو۔ اگر سو فیصد نافذ نہیں ہو رہی تو جتنی یہ کر رہے ہیں انہیں کرنے دو باقی کے لئے جدوجہد جاری رکھیں۔

ٹھیک ہے بہتر ہے کہ جلدی سے ساری شریعت نافذ ہو جائے۔ ہر ایک سچے مسلمان کا دل یہی چاہتا ہے مگر ہر کام کو پورا ہونے کے لئے کچھ وقت درکار ہوتا ہے۔ اس لئے لوگوں کو چاہئے فی الوقت نقد میں جو کچھ ہو رہا ہے اسے نافذ ہونے دیں۔ کہنا آسان ہوتا ہے مگر عملاً کر کے دکھانا مشکل کام ہوتا ہے۔ ملک کے سربراہ کے اوپر یورپی ملکوں کا پریشر بھی ہوتا ہے ہمیں کیا پتہ کہ اس کے دل میں کتنا درد ہے۔ جو لوگ شریعت بل کی جس حیثیت سے بھی مخالفت کرتے ہیں ان سے یہ سوال ہے کہ اپنے اپنے گھروں میں کیا آپ لوگوں نے مکمل شریعت

کا نفاذ کیا ہوا ہے۔ ذرا پورے ایمان اور سچائی سے اس سوال کا جواب دیں۔ اگر آپ ایک چھوٹے سے گھر پر اور اپنے اوپر ایک دم سے شریعت نافذ نہیں کر سکتے تو پھر ایک دم پورے ملک میں نافذ کرنے کی کس طرح بات کرتے ہیں۔ حالانکہ گھروں میں اور اپنے اوپر شریعت کے نفاذ کو روکنے والا بھی کوئی نہیں ہوتا صرف آپ کا نفس اور شیطان ہے جو کہ رکاوٹ بنتے ہیں۔ آپ اپنے اوپر ایک دم کیوں مکمل شریعت نافذ نہیں کرتے؟ باتیں کرنا آسان ہے اور کام کر کے دکھانا مشکل ہوتا ہے۔ اس بات کو ذرا ٹھنڈے دل و دماغ سے سوچیں اور سمجھیں۔

شریعت کا نفاذ کیسے ہو؟

ارشاد فرمایا، یہ عجیب منطق ہے کہ اللہ تعالیٰ کی وحی تو بتدریج نازل ہوئی ہے اور ہم چاہتے ہیں کہ اس بگڑے ہوئے معاشرے میں ایک دم سب قوانین کا نفاذ ہو جائے۔ یہ ضروری ہے کہ ہمیں ترجیحات کا خیال رکھنا چاہئے تاکہ اہم امور پہلے نمٹائے جا سکیں۔ کوئی صحیح طریقہ کار اور سہل اقدامات بتانے کی بجائے شریعت ہی کی مخالفت شروع کر دینے والی منطق سمجھ نہیں آتی۔ شریعت کے نفاذ میں شعوری اور غیر شعوری طور پر روڑے اٹکانا کم از کم مخلص مسلمان کو زیب نہیں دیتا۔ آپ اچھی قابل عمل تجاویز دیں، مخلصانہ مشورے دیں، دعائیں کریں اور اپنے اخلاص کو کام میں لائیں تاکہ کام کچھ آگے بڑھے۔ سرے سے ہی مخالفت کرنا اور شور و غل مچانا یہ تو انسانیت کے بھی خلاف ہے۔ دوسرا انسان اسلام نافذ کرنے کی بات کرتا ہے آپ سرے سے ہی اس کا انکار کر رہے ہیں۔ اگر آپ کے ہاتھوں سے وہ کام ہو پھر ٹھیک ہے اگر کوئی

دوسرا وہی کام کر دے یا کرنا چاہتا ہے تو وہ غلط ہوگا۔ سیاستدانوں کو یہ کس نے حق دیا ہے کہ وہ دوسروں کی نیتوں پر شک کریں۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ ایک جنگ میں ایک صحابیؓ نے ایک آدمی کو کلمہ پڑھنے کے باوجود قتل کر دیا۔ حضور ﷺ نے پوچھا کہ کیوں قتل کیا؟ اس صحابیؓ نے عرض کیا کہ اس نے تلوار کے ڈر سے کلمہ پڑھا تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کیا آپ نے اس کا دل چیر کر دیکھا تھا؟ اس طرح شریعت بل کی مخالفت کرنے والے نا سمجھ سے سوال ہے کیا آپ نے شریعت بل کے محرکین اور نافذ کرنے والے کا دل چیر کر دیکھا ہے کہ وہ مخلص نہیں ہے؟ کسی کو بھی شریعت کو اپنی انا کا مسئلہ نہیں بنانا چاہئے۔ اخلاص کے ساتھ شریعت کے تمام احکام کو اپنے اوپر بھی نافذ کریں اپنے گھر میں بھی نافذ کریں اور پھر ملک میں بھی شریعت کے نفاذ کے لئے مل کر تگ و دو کرنی چاہئے۔ افسوس ہے کہ یورپ تو تمام مسلمانوں کو ایک ہی سمجھتا ہے مگر ہم آپس میں ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے ہیں۔ کیا ہماری مسلمانی ہمیں یہی سکھاتی ہے کہ ایک دوسرے سے اسلام کے لئے تعاون کرنے کے بجائے اسلام کے نام پر ہی علیحدہ علیحدہ ہو کر بیٹھ جائیں۔ ہمیں تو چاہئے کہ اگر ہمارے کچھ ذاتی مفادات بھی ہیں تو انہیں اسلام کے لئے قربان کر دیں۔ مسلمانوں کا اس نازک دور میں مختلف ٹکڑوں میں بٹ جانا مناسب نہیں ہے۔

فرقہ بندی ہے کہیں اور کہیں ذاتیں ہیں
کیا زمانے میں پنپنے کی یہی باتیں ہیں

یہ فقیر بڑے ہی درد و سوز سے عرض کرتا ہے کہ بیرونی طاقتیں مسلمانوں کو ٹکڑے ٹکڑے کرنے پر تلی ہوئی ہیں۔ ہمیں کچھ ہوش کے ناخن لینے چاہئے اور

اپنی سوچ کو اجتماعی سوچ بنانا چاہیے۔ تمام کلمہ گو مسلمان کلمہ کی وجہ سے ہی بھائی بھائی کہلاتے ہیں ہمیں آپس میں مخلص بھائیوں جیسا ہی رویہ اختیار کرنا چاہیے کاش کہ مسلمان اللہ کے نام پر متحد ہو جائیں۔

ایک ہوں مسلم حرم کی پاسبانی کے لئے
نیل کے ساحل سے لے کر تا بخاک کاشغر

اسلام امن وسکون کا داعی ہے اپنے رویے کو دیکھیں اپنے اردگرد کو دیکھیں کہ اگر آپ اسلام کے نام پر دوسروں میں نفرتیں بڑھا رہے ہیں تو پھر آپ کے کاموں میں کہیں نہ کہیں کمی ہے۔ اس کو جلد از جلد درست کیجئے تاکہ آپ معاشرے میں محبت پیدا کرنے والے بنیں۔ اپنے اسلام کو دوسروں کے لئے امن وسکون کا ذریعہ بنایئے۔

یوں تو سید بھی ہو مرزا بھی ہو افغان بھی ہو
تم سبھی کچھ ہو بتاؤ تو مسلماں بھی ہو

پاکستان دیوالیہ کیوں نہیں ہوا؟

دوران سفر حضرت جی دامت برکاتہم نے فرمایا کہ پاکستان دیوالیہ کیوں نہیں ہوگا؟ ارشاد فرمایا، اس کی کئی وجوہات ہیں مگر بڑی بڑی وجوہات تین ہیں

1. تبلیغی محنت پوری دنیا میں ہو رہی ہے جس میں بہت بھاری اکثریت پاکستانی لوگوں کی ہے۔ یہ لوگ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ انجام دے رہے ہیں۔
2. حرمین شریفین کے خدام میں اکثریت پاکستان کے مسلمانوں کی ہے۔
3. بزرگان دین کی محنت بھی رنگ لاتی ہے یہی بزرگان دین مختلف مدارس

اور جامعات کی بھی سرپرستی فرماتے ہیں اس کی اپنی برکات ہیں۔

یہ بڑی بڑی وجوہات ہیں کہ جس کی وجہ سے ملک قائم و دائم ہے ورنہ ہم لوگ تو اسے چالیس سال سے کھا رہے ہیں مگر یہ قائم ہے۔

پاکستان کا بہترین مستقبل:

ارشاد فرمایا، مسلمان قوم خصوصاً پاکستانی لوگوں کے اندر اگر ڈسپلن آجائے تو اس نے مارشل قوم بن جانا ہے۔ کسی بھی قوم کی ترقی اور عروج کو قائم رکھنے میں ڈسپلن بنیادی کردار ادا کرتا ہے۔ اس دور میں یہ مذہب سے جذباتی لگاؤ بہت بڑی غنیمت ہے۔ کہیں کوئی مذہب کا مسئلہ ہو تو پاکستانی لوگوں نے سب سے پہلے اس کے بارے میں آواز بلند کی ہے۔ اس طرح جو بھی مسائل عالمی سطح پر پیدا ہوتے ہیں پاکستانی لوگ اس میں پیش پیش ہوتے ہیں۔ پاکستانی لوگوں کی ہمت کو دیکھئے کہ افغانستان کے جہاد میں پیچھے سے (Back) مدد کی تھی۔ ایٹم بم کا مسئلہ کھڑا ہوا تو انہوں نے دھماکے کر کے اپنے زندہ ہونے کا ثبوت دے دیا۔ بس اس قوم میں جو کوئی بھی ڈسپلن پیدا کر دے گا وہی ان کا بہترین محسن اور صحیح لیڈر ہوگا۔

ایمان و عمل کی مضبوطی کا کیا طریقہ ہے؟

دوران سفر کسی دوست نے سوال کیا کہ ایمان و عمل کی مضبوطی کا کیا طریقہ ہے؟ ارشاد فرمایا، ایمان کی مثال بیٹری کی طرح ہے کام کرتے کرتے یہ کمزور ہو جاتی ہے۔ اس کا کسی اہل دل کے ساتھ تعلق رکھنا ضروری ہے اس سے اس کی بیٹری چارج ہوتی رہتی ہے۔ دوسرے مسجد میں پابندی سے آنا جانا ضروری ہے۔ مسجد کے ماحول میں بیٹھنے سے ایمان مضبوط ہوتا ہے۔ ضروری

ہے کہ اللہ تعالیٰ سے یا اللہ تعالیٰ کے گھر سے مضبوط تعلق بنایا جائے تاکہ بندہ اس کے لئے بے چین رہے اس طرح ایمان مضبوط ہو جاتا ہے۔ جو بندے کو عمل پر کھڑا رکھتا ہے۔

اللہ سے ڈائریکٹ رابطہ ممکن ہے:

دوران سفر ہی کسی دوست نے پوچھا کہ کیا بزرگان دین کے بغیر ڈائریکٹ وصل باللہ نہیں ہوا جا سکتا؟ ارشاد فرمایا، ہر بندے کا اللہ تعالیٰ کے ساتھ رابطہ تو ہوتا ہے، پیلائی موجود ہوتی ہے بزرگ تو یہ محبت الٰہی کا تعلق اور زیادہ مضبوط کرنے کی تکنیک بتاتے ہیں کہ یہ یہ اعمال کرو گے تو محبت الٰہی کا تعلق اور زیادہ مضبوط ہو جائے گا۔ وقوف قلبی کا رکھنا ہر وقت ہر گھڑی ضروری ہے اپنی سوچ ہر وقت اللہ تعالیٰ کی طرف لگی رہے کہ میرا دل اللہ اللہ کرنے والا بن جائے اس لئے ہر وقت یہ سوچتا رہے کہ میرا دل کہہ رہا ہے اللہ اللہ اللہ۔ حدیث قدسی ہے کہ جیسا بندہ گمان کرتا ہے ویسا ہی اللہ تعالیٰ معاملہ فرما دیتے ہیں۔

قبروں پر جانا کیسا ہے؟

کسی دوست نے سوال کیا کہ جو قبروں پر جاتے ہیں اور قرآن اٹھاتے ہیں کیسا ہے؟ ارشاد فرمایا، کہ قبروں پر جانا تو ناجائز نہیں ہے اس سے موت بھی یاد آتی ہے، اللہ تعالیٰ کی بھی یاد آتی ہے۔ مگر بڑی احتیاط اور شرط یہ ہے کہ وہاں پر سجدے اور شرک کے کام نہ کئے جائیں۔ اگر انسان سچا ہے اور دوسرے کو کسی طرح بھی یقین نہیں آتا تو قرآن کی قسم کھائی جا سکتی ہے مگر قرآن کی جھوٹی قسم کھانا تو کسی طرح بھی جائز نہیں ہے۔ غافل لوگوں نے

قرآن کے ساتھ بہت غلط رویہ رکھا ہے کہ اسے سمجھنے کی کوشش نہیں کرتے بلکہ دوسرے کاموں کے لئے استعمال کرتے ہیں۔ حالانکہ چاہئے تو یہ کہ قرآن کو سیکھ سمجھ کر اخلاص کے ساتھ اس پر عمل کریں۔

قرآں میں ہو غوطہ زن اے مردِ مسلماں
اللہ کرے عطا تجھ کو جدتِ کردار

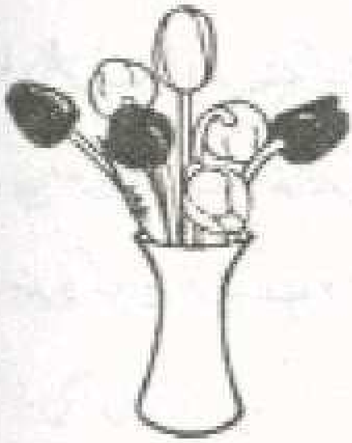

مجلس 34

اولیاء اللہ کی خدمت

ناقابل معافی گناہ:

حضرت جی دامت برکاتہم مجلس میں بیٹھے تھے کہ ایک دوست نے پوچھا کہ ناقابل معافی گناہ کون سے ہیں؟ فرمایا شرک، نبی علیہ السلام کی بے ادبی اور نفاق اعتقادی۔

تربیت اور قربانی:

اس جواب کے بعد حضرت جی دامت برکاتہم نے حضرت شیخ الحدیث مولانا زکریا کے والد کے حالات کا تذکرہ شروع کیا اور فرمایا کہ آپ کے والد کا نام مولانا محمد یحیٰ تھا۔ بیٹے کی اتنی اچھی تربیت فرمائی کہ 17 سال تک تربیت کرتے رہے ادھر ادھر سفر پر نہیں جانے تھے۔ بیٹے کی تربیت ایسی کی کہ بیٹے کو باکمال بنا دیا۔ مدرسے سے مشاہرہ نہیں لیتے تھے زندگی اپنے شیخ کی محبت میں گزار دی۔

اچھی نیت کی برکات:

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ مولانا یحییٰ بیمار ہے تھے اور شاگرد آپ کے جسم پر

پانی ڈال رہے تھے۔ ایک جاہل وہاں سے گزرا اور کہا کہ ارے یہ مولوی اپنے لئے مسئلہ جائز کر لیتے ہیں اور ہمارے لئے ناجائز ہو جاتا ہے۔ کئی دفعہ اس طرح ہوا ایک دن اس جاہل نے پوچھ لیا کہ آج تو ضرور بتا دیں۔ فرمایا کہ تو پاک ہونے یا نہانے کے لئے پانی بہائے گا تو اسراف ہو سکتا ہے اور میں ٹھنڈک لینے کے لئے علاج کی نیت سے یہ پانی ڈالواتا ہوں اس لئے جائز ہے۔ میری یہ نیت ہوتی ہے کہ میں نہاؤں گا تو طبیعت میں تازگی آ جائے گی۔ آج کل ٹوٹیاں اور کھلے پانی ہیں بچتے بچتے بھی اسراف ہونے کا خطرہ ہے اس لئے ہمیں بھی آج کل نہاتے ہوئے علاج کی نیت کرنی چاہیے۔ نیت کے بدلنے اور درست کرنے سے کام اچھا ہو جاتا ہے۔

شیخ کی خدمت:

حضرت مولانا یحییٰؒ اپنے شیخ کی خوب خدمت کرتے تھے اور رمضان شریف میں صبح و شام کی اذان خود دیتے تھے۔ صبح کو اذان جلدی دیتے تھے اور شام کو اذان ذرا لمبی دیتے تھے تاکہ شام کے وقت میرے شیخ کو اچھی طرح افطاری میں کھانے کا وقت مل جائے۔ ایسے محبت شیخ میں فنا ہوئے تھے کہ شیخ کی سہولت کا خیال رکھنے کی کوشش کرتے۔

اولیاء اللہ کی خدمت کی برکات:

حضرت جی دامت برکاتہم سے اللہ تعالیٰ خوش رہے اور آپ کا ذکر ہمیشہ خیر کے ساتھ ہوتا رہے۔ حضرت جی نے لوگوں سے یہ پوچھا کہ آپ بتائیے کہ جہاں کوئی اللہ والا ہو تو خود بخود کتنی لوگ اپنے آپ کو اللہ والوں کی خدمت

کے لئے وقف کر دیتے ہیں۔ اس کی کیا وجہ ہے؟ اس کی وجہ یہ کہ اللہ والے اپنے آپ کو دین کی خدمت پر لگا دیتے ہیں ان کو عبادت کر کے ثواب ملتا ہے اور ان کو اللہ والوں کی خدمت کر کے ثواب ملتا ہے۔

نیکوں سے محبت کرنا بھی سنت ہے:

حضرت جی دامت برکاتہم نے ایک بات بتائی کہ ایک دفعہ ایک آدمی نے اسی خانقاہ میں بیٹھ کر کہا کہ آپ کے مرید تو آپ سے اس طرح محبت کرتے ہیں جیسے صحابہؓ حضور ﷺ سے کرتے تھے۔ انہیں یہ بات عجیب معلوم ہو رہی تھی۔ یہ اصول یاد رکھیں کہ جو شخص جس قدر اللہ سے محبت کرے گا اسی قدر اللہ تعالیٰ کی مخلوق اس سے محبت کرے گی۔

اللہ تعالیٰ کی رضا سب سے بڑی چیز ہے:

ارشاد فرمایا کہ ایک دفعہ بنی اسرائیل نے حضرت موسیٰؑ سے عرض کیا کہ ہمیں کیسے پتہ چلے کہ اللہ تعالیٰ ہم سے راضی ہے۔ حضرت موسیٰؑ نے کوہ طور پر جا کر عرض کیا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ اپنے دل میں جتنا مجھ سے راضی ہوں گے میں بھی اس قدر ان سے راضی ہوں گا۔ یہ اللہ تعالیٰ کی رضا بڑی چیز ہے۔ وَرِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰہِ اَکْبَرُ (اللہ تعالیٰ کی رضا سب سے بڑی چیز ہے) اس لئے ہر کام میں اللہ تعالیٰ کے راضی کرنے کی نیت کرنا چاہئے۔ مرضی مولیٰ از ہمہ اولیٰ۔

صبر و استقامت کی برکات:

ارشاد فرمایا، کتنے ہی لوگ دنیا میں ہیں جو شکست کھانے کے بعد جاگ

گئے۔ یہ نعمت اللہ تعالیٰ نے انسان کو دی ہے کہ اگر اس میں صبر و استقامت ہے تو اس کے لئے حالات سازگار بنا دیئے جاتے ہیں، تنگی پر صبر ہو تو آسانی آیا کرتی ہے۔ فَاِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا اِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا (بے شک تنگی کے ساتھ آسانی ہے، بے شک تنگی کے ساتھ آسانی ہے) پکی نیت ہو کہ میں نے حالات کا مقابلہ کرنا ہے اس پر اللہ تعالیٰ حالات کو بدل دیتے ہیں۔

واقعہ صبر و استقامت:

حضرت عمرؓ کی بہن فاطمہ مسلمان ہو گئی۔ حضرت عمرؓ کو بھی پتہ چلا تو غصہ میں بھرے ہوئے آئے، جب یقین ہو گیا کہ بہن اور بہنوئی دونوں مسلمان ہو چکے ہیں تو بہنوئی کو مارنا شروع کر دیا۔ بہن درمیان میں آئی اس کو بھی دھکا دیا وہ گر پڑی۔ اس نے کھڑے ہو کر کہا، اے عمرؓ! جس ماں کا دودھ تو نے پیا ہے اسی ماں کا دودھ میں نے بھی پیا ہے۔ اب تم ہمارے جسم سے جان نکال سکتے ہو مگر دل سے ایمان نہیں نکال سکتے۔ اس استقامت کو دیکھ کر حضرت عمرؓ نے کفر کو چھوڑ کر مسلمان ہونے کا ارادہ کر لیا۔ صبر و استقامت میں بڑی طاقت ہے بڑے پختہ انسان کو بھی ایک عورت کی صبر و استقامت نے ہلا کر رکھ دیا۔ حضور ﷺ کو گھائل کرنے کو آئے تھے قائل ہو کر گئے، قتل کرنے آئے تھے ساری عمر کے لئے غلام بے دام بن کر گئے۔

شکار کرنے کو آئے شکار ہو کر چلے

بیوی کی استقامت:

مکہ فتح ہونے کے بعد حضرت عکرمہؓ بھاگ کر کہیں اور چلے گئے۔ آپ کی بیوی نے حضور ﷺ کے اخلاق کریمانہ کو دیکھا تو بہت متاثر ہوئیں کلمہ پڑھ لیا،

اب دل میں آیا کہ میرا خاوند کتنا بہادر ہے اگر یہ بھی مسلمان ہو جائے تو کتنی اچھی بات ہے۔ خاوند کے پیچھے گئی انہیں ڈھونڈا اور تسلی دی۔ انہیں مسلسل حضور ﷺ کے پاس جانے کے لئے صبر و استقامت کے ساتھ قائل کرتی رہی حتیٰ کہ قائل کر لیا اور حضور ﷺ کی بارگاہ میں پہنچ کر انہوں نے بھی کلمہ پڑھ لیا۔ ایک عورت کی محنت اور صبر و استقامت سے مسلمانوں کو اتنا بڑا سپہ سالار مل گیا۔ یہ پکی بات ہے کہ صبر و استقامت کے انوارات دلوں کو بدل دیتے ہیں۔

درخت سے صبر و استقامت سیکھو:

ارشاد فرمایا، اگر کسی نے کچھ سیکھنا ہے تو وہ ارد گرد کے ماحول سے بھی ہزاروں باتیں سیکھ سکتا ہے۔ صبر و استقامت سیکھنی ہے تو درخت سے سیکھو، خزاں کے موسم میں درخت کو دیکھو ٹنڈ منڈ کھڑا ہوتا ہے، بہار میں سرسبز ہو گیا، اس پر پھل پھول آ گئے۔ درخت تو مر مر کر جیتا ہے انسان کے لئے اس میں سبق ہے کہ وہ بھی صبر و استقامت کے ساتھ بار بار کوشش کرے۔

اٹھ باندھ کمر کیا ڈرتا ہے
پھر دیکھ خدا کیا کرتا ہے

مخالفت اور استقامت:

ارشاد فرمایا، ولایت ایک ایسی چیز ہے کہ کوشش اور محنت سے کمائی جا سکتی ہے۔ صبر و استقامت سے اگر انسان محنت و کوشش کرتا رہے تو اللہ تعالیٰ اپنے قرب کا مقام بھی عطا کر دیتے ہیں۔ اپنے بیان کو مختصر کرتا ہوں ورنہ اس موضوع پر باتیں کرتے جائیں اور مثالیں دیتے جائیں تو ایک گھنٹہ بھی گزر

سکتا ہے۔ مختصر یہ کہ اگر زندگی کے ہر شعبہ میں صبر و استقامت کو اختیار کیا جائے تو کامیابی ہی کامیابی ہے۔ مشکلات سے گھبرانا نہیں چاہیے بلکہ مشکلات کے اوپر قدم رکھ کر اگلی منزل پر جانے کی کوشش کرنی چاہیے۔ مخالفتوں سے گھبرانا نہیں چاہیے یہ تو بعض اوقات بندے کو آگے اڑانے اور نیکی پر قدم بڑھانے کے لئے آتی ہیں۔

تندیٔ باد مخالف سے نہ گھبرا اے عقاب
یہ تو چلتی ہے تجھے اونچا اڑانے کے لئے

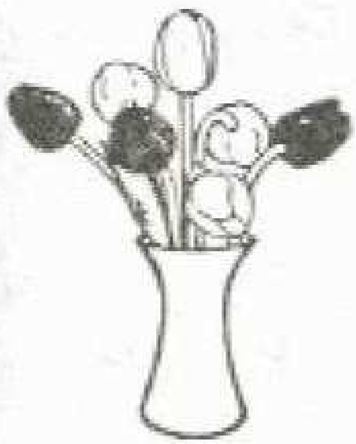

مجلس 35

اللہ کی خفیہ تدبیریں

بنوں کی جماعت:

آج بنوں سے ایک جماعت تشریف لائی جس میں حضرت جی دامت برکاتہم کے چھ خلفا کرام بھی تھے۔ تقریباً 170 افراد پر مشتمل جماعت تھی۔ پہلے انہیں کھانا کھلایا گیا۔ نماز عشاء کے بعد ان حضرات نے خانقاہ شریف میں آپ سے ملاقات کی سعادت حاصل کی۔ آپ نے فرمایا، الحمد للہ اس مرتبہ رمضان کا مہینہ ہمارے سالکین کا بہت اچھا گزرا۔ تو سب نے عرض کیا کہ بہت اچھا گزرا، ذکر وفکر میں گزرا۔

خوشگوار خبریں:

ایک دوست نے لکھا کہ میں روزانہ 7 ہزار دفعہ کلمے کا ذکر کرتا ہوں، ایک دوست نے لکھا کہ رمضان میں 21 ہزار دفعہ تہلیل لسانی کرتا رہا ہوں۔ فقیر کے خیال میں سات ہزار دفعہ تہلیل لسانی بہت کافی ہے۔ اس رمضان کی یہ خبریں بڑی خوشگوار تھیں۔ یہ پڑھ کر حیرت ہوئی کہ ایک معلمہ نے لکھا کہ

روزانہ نفلوں میں 10 پارے قرآن پڑھتی تھی، قرآن ویسے پڑھنا بھی غنیمت ہے مگر نفلوں میں قیام کی حالت میں اس طرح پڑھنا بڑی ہمت کا کام ہے۔

یادگار واقعہ:

آپ نے فرمایا کہ حضرت مولانا مفتی رشید احمد صاحب نے امریکہ جاتے ہوئے جہاز کے اندر ہی قرآن ختم کر دیا اور عرض کیا کہ حضرت! ختم قرآن کی دعا کروا دیجئے۔ شاید یہ ہوائی جہاز کی تاریخ میں ختم قرآن کا پہلا واقعہ ہو۔

توفیق مانگتے رہنا چاہئے:

آپ نے فرمایا کہ بندے کو نیکی کی توفیق مانگتے رہنا چاہئے اگر اللہ توفیق نہ دے تو کسی کے بس کی بات نہیں۔ جب بندے کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے دعا کی توفیق ملتی ہے بلکہ ذوق وشوق بھی ملتا ہے تو دعا بھی قبول ہوتی ہے۔

عاشق قرآن:

اسی دوران بزرگان دین کے ختم قرآن کا ذکر چل پڑا، آپ نے فرمایا، ایک عاشق نے چھ ہزار مرتبہ زندگی میں قرآن پڑھا تھا۔ ایک دفعہ اپنے بیٹے کو بلا کر فرمایا کہ بیٹا! اس کونے میں گناہ نہ کرنا کہ اس کونے میں چھ ہزار دفعہ قرآن پڑھا گیا ہے۔

امام اعظم:

امام اعظم ابو حنیفہؒ رمضان المبارک میں 63 مرتبہ قرآن پڑھا کرتے تھے۔ ایک دن میں، ایک رات میں تو یہ پورے مہینے میں 60 بنے اور تین

مرتبہ نماز تراویح میں۔ سبحان اللہ کتنی بڑی سعادت تھی۔

حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریاؒ کا عشق قرآن:

حضرت شیخ الحدیثؒ نے فرمایا کہ جو پارہ میں نے تراویح میں سنانا ہوتا تھا صرف تیس دفعہ اس پارے کو پہلے پڑھ لیتا تھا۔ حضرت شیخ الحدیثؒ نے فرمایا کہ میرے والد نے بتایا کہ جب میرا دودھ چھڑایا تو ایک پاؤ قرآن یاد تھا۔

عجیب واقعہ:

اس کے بعد آپ نے ہارون الرشید کے زمانے کا ایک عجیب واقعہ سنایا کہ ایک دفعہ ہارون الرشید کے پاس ایک بچہ لایا گیا جس کی عمر پانچ سال تھی مگر اسے پورا قرآن حفظ تھا۔ بچوں کی طرح گڑ کی ڈلی مانگتا تھا مگر جب قرآن پڑھنے کے لئے کہتے تھے تو فرفر قرآن سنانے لگ جاتا تھا۔

اتباع سنت اور ذکر:

اس کے بعد گفتگو کا رخ ذکر اذکار کی طرف مڑ گیا۔ آپ نے فرمایا کہ جب ذکر میں غفلت آتی ہے سنت میں خود بخود کوتاہی شروع ہو جاتی ہے۔ ذکر پر مداومت بڑی نعمت ہے بلکہ اس سے تو نعمتوں کے دروازے کھل جاتے ہیں۔ اتباع سنت ذکر کی برکت سے نصیب ہوتی ہے اگر ذکر پابندی سے کیا جائے اور وقوف قلبی رکھا جائے تو آخر کار یہ کیفیت ہو جاتی ہے

بھلانا بھی چاہو بھلا نہ سکو گے

حضرت مجدد الف ثانیؒ فرماتے ہیں ذکر میں یہ بھی کیفیت ہو جاتی ہے کہ اللہ رب العزت کو ہزار سال بھی بھلانے کے لئے کوشش کرتے رہو تو ہزار

سال میں بھی نہیں بھلا سکو گے۔

تصوف کیسے سیکھا جائے؟

حضرت جی دامت برکاتہم نے فرمایا کہ یہ روحانیت کا راستہ کوئی کورس نہیں ہے کہ پاس کرلیا جائے بلکہ یہ فاصلہ باقاعدہ طے کرنا پڑتا ہے۔ قال اس راستے میں نہیں چلتا۔ بعض مشائخ بہت کم بولتے تھے مگر بڑی قوی نسبت کے مالک تھے۔ حضرت امام حسن بصریؒ نے فرمایا کہ ہم نے تصوف قیل وقال سے نہیں بلکہ ترک لذات سے سیکھا ہے۔ حضرت جنیدؒ فرمایا کرتے تھے

اَلصُّوْفِیُّ مَنْ لَبِسَ الصُّوْفَ عَلَی الصَّفَا وَ لَزِمَ طَرِیْقَ الْمُصْطَفٰی وَ جَعَلَ الدُّنْیَا عَلَی الْقَفَا وَ اِلَّا کَلْبُ الْکُوْفِیْ اَحْسَنَ مِنَ الصُّوْفِیْ

{صوفی وہ ہے جس نے صوف لباس پہنا، دل کی صفائی کے ساتھ اور سنت کے طریقہ کو لازم کرلیا اور دنیا کو پیٹھ پیچھے رکھا (تو بہتر ہے ورنہ کوفی کتا اس صوفی سے بہتر ہے)}

یاد رکھیں! اللہ تعالیٰ بہت مہربانی فرما دیتے ہیں بندے کو چاہئے کہ وہ عمل کے لئے کوشش کرتے اور کہتا رہے

وَمَا تَوْفِیْقِیْ اِلَّا بِاللّٰہِ عَلَیْہِ تَوَکَّلْتُ وَ اِلَیْہِ اُنِیْبُ

(میری توفیق تو اللہ کی طرف سے ہے اسی پر توکل کیا اور اسی کی طرف رجوع کیا)

مراقبہ اور نیند:

اسی سلسلہ گفتگو کے دوران ایک شیخ الحدیث صاحب نے اپنا مسئلہ پیش کیا کہ مراقبہ میں سو جاتا ہوں کیا وجہ ہے؟ حضرت جی نے فرمایا کہ اس وقت بندے کو

سکینہ اور نعاس نازل ہو رہی ہوتی ہے۔ ظاہر جسم اس کو اونگھ محسوس کر رہا ہوتا ہے مگر حقیقتاً لطائف پرواز کر رہے ہوتے ہیں۔ اس سے نہیں گھبرانا چاہئے۔ ہمارا کام بیٹھنا ہے یہ مراقبہ میں بیٹھنے کی توفیق ہی اس کو ہوتی ہے جسے قبول کرنا ہوتا ہے ورنہ اس پوزیشن میں بیٹھنا مشکل ہے۔ پہلے پہل کبھی گردن دکھتی ہے تو کبھی کندھوں میں درد ہوتا ہے، کبھی کمر تھک جاتی ہے۔ اس لئے مراقبہ میں اگر نیند بھی آجائے تو وہ مراقبہ ہی شمار ہوگا کیونکہ مراقبہ کی نیت سے بیٹھا تھا۔ حدیث شریف میں بھی آیا ہے کہ علما کی نیند بھی عبادت ہے (نَوْمُ الْعُلَمَاءِ عِبَادَةٌ)

مراقبہ کی توفیق:

مراقبہ کا تذکرہ فرماتے ہوئے آپ نے قرآن کی آیات سے مراقبہ کی حقیقت ارشاد فرمائی۔ قرآن حکیم کی آیت ثُمَّ تَلِيْنُ جُلُوْدُهُمْ وَ قُلُوْبُهُمْ اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ کے بارے میں فرمایا جسم اور چمڑے کا نرم ہونا اور مراقبہ کے لئے تیار ہونا یہ تلین جلود ہے۔ اس کی اہمیت کا پتہ تب چلے گا کہ جب کسی کو مراقبہ کے لئے کہیں گے، شروع میں مراقبہ کرنا مشکل ہو جاتا ہے۔ مراقبہ میں بیٹھنے کے لئے جسم کا نرم ہو جانا یہ توفیق کی بات ہے۔ ہمارے مشائخ نے بتایا کہ جس کو تلین جلود حاصل ہو گیا تو پھر اسے تلین قلوب بھی حاصل ہو جائے گا اس لئے کہ اللہ تعالیٰ آدھا کام نہیں کرتا تلین جلود کے بعد اللہ تعالیٰ دل کو بھی نرم فرما دیتے ہیں۔

مراقبہ اور مجاہدہ:

ارشاد فرمایا کہ حضرت سید زوار حسینؒ شاہ نے اپنا واقعہ خود سنایا کہ ایک بزرگ کے پاس گئے وہ مراقبہ میں چلے گئے حتیٰ کہ تین گھنٹے مراقبہ میں بیٹھے رہے۔ ہم لوگوں میں سے کسی نے اٹھنے کے لئے سوچنا شروع کر دیا۔ اس

بزرگ پر اس کی کیفیت منکشف ہوگئی انہوں نے دعا کروادی اور پھر فرمایا، بھائی جب آؤ تو مراقبہ کا تو وقت لے کر آیا کرو۔ سو چو تین گھنٹے مراقبہ کیا اور اب بھی یہی کہتے ہیں کہ مراقبہ کا وقت لے کر آیا کرو۔ یہ لوگ کتنا زیادہ مراقبہ کرتے ہوں گے جو تین گھنٹے کو تھوڑا سمجھ رہے ہیں۔

پکڑ کی خفیہ تدبیر:

حضرت دامت برکاتہم نے بڑے ہی سوز سے فرمایا کہ یہ اعمال کی توفیق مل جانا اس بات کی علامت ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل کا معاملہ ہے۔ اگر اعمال کی توفیق چھن جائے اور انسان فکر مند اور غمزدہ نہ ہو تو یہ بندے کے ساتھ خفیہ تدبیر ہے۔ اگر علم ہے اور اعمال کی توفیق نہیں ہے تو خفیہ تدبیر الٰہی ہے، اگر اعمال ہیں اور اخلاص نہیں ہے تو خفیہ تدبیر ہے، اگر علما کی صحبت بھی میسر ہے مگر ان کا ادب دل سے نکال دیا گیا تو اللہ تعالیٰ کی خفیہ پکڑ ہے۔ ہمارے مشائخ اس خفیہ تدبیر سے بہت ڈرتے تھے۔

بخشش کی خفیہ تدبیر:

آپ نے فرمایا کہ جس طرح پکڑنے کی اللہ تعالیٰ کی خفیہ تدبیریں ہیں اسی طرح بخشش کی بھی خفیہ تدبیریں ہیں۔ برائی والے فرشتہ کی ڈیوٹیاں قائم رکھتے ہیں مگر نیکی والے فرشتے کو بدلتے رہتے ہیں۔ قیامت والے دن دیکھیں گے کہ نیکی والے فرشتوں کی گواہیاں زیادہ ہیں اور برائی والا ایک ہی ہے تو نیکی والوں کی گواہی قبول کر کے معاف کر دیا جائے گا۔

رحمت الٰہی اور بخشش کے بہانے:

اللہ تعالیٰ کی رحمت بخشش کے بہانے ڈھونڈتی ہے وہ اس طرح کہ فرشتوں

کو بلائیں گے کہ تم نے ان بزرگوں کی غیبت کی تھی۔ جب اللہ تعالیٰ نے فرمایا تھا کہ میں زمین میں خلیفہ بناتا ہوں تو انہوں نے کہا تھا کہ اس کو خلیفہ بناتے ہیں جو خون بہائے گا اور فساد مچائے گا۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ ان الفاظ سے تم نے اولاد آدم کی غیبت کی تھی اور دستور یہ ہے کہ غیبت کرنے والے کی نیکیاں حقدار کو دے دی جاتی ہیں پس اے فرشتو! تمہاری نیکیاں ان کو دیتے ہیں اور اس طرح بہت سے بندوں کو معاف کر دیا جائے گا۔

رحمت حق بہانہ می جوید

(اللہ کی رحمت تو بہانہ ڈھونڈتی ہے)

پیشی کا خوف:

ہمارے مشائخ بہت کچھ نیکی کے کام کرتے تھے مگر پھر بھی ڈرتے رہتے تھے۔ یَوْمَ تُبْلَى السَّرَآئِرُ (جس دن رازوں کو کھول دیا جائے گا) ان آیات کو پڑھتے ہوئے ان کے دل ڈرتے تھے، وہ اللہ تعالیٰ کی تدبیر اور ناراضگی سے لرزتے تھے۔ بلعم باعور کی 500 سو سال کی عبادت کو ٹھوکر لگا دیتے ہیں اور اس کو کتے سے تشبیہ دے کر بیان کر دیتے ہیں۔ کَمَثَلِ الْکَلْبِ (اس کی مثال کتے کی طرح ہے)۔

اللہ تعالیٰ کے خوف اور ناراضگی سے ڈرتے رہنا بڑے کام کی چیز ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان پر دو دو جنتوں کی بشارت دی ہے۔ وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ جَنَّتٰنِ (جو کوئی اپنے رب کے حضور کھڑا ہونے سے ڈرے اس کے لئے دو جنتیں ہیں)

مجلس 36

دل کا علاج

شیخ کی محبت:

یہ ایک خصوصی مجلس تھی جس میں بنوں سے تشریف لائے ہوئے خلفائے کرام بھی تھے۔ حضرت مولانا عبدالرزاق صاحب، حضرت مولانا فضل ولی صاحب، حضرت شیخ الحدیث صاحب، حضرت جی دامت برکاتہم نے بڑی شفقت اور عنایت سے ان حضرات کے ساتھ کھانا تناول فرمایا۔ کھانا آنے سے کچھ دیر پہلے آپ نے کچھ ملفوظات ارشاد فرمائے۔ آپ نے فرمایا، مرید ایسی ذکر و فکر والی زندگی گزارے کہ پیر بھی اس کی اداؤں پر عاشق ہو جائے۔ حضرت مولانا الیاسؒ دہلوی کا قول ہے کہ مرید تب کچھ حاصل کر سکتا ہے کہ پیر کی جوتیوں اور چپاتیوں میں اسے کوئی فرق محسوس نہ ہو، پیر کی جوتیاں بھی چپاتیوں کی طرح عزیز ہوں۔

شیخ کی خدمت کیسے کرے؟

ارشاد فرمایا کہ انسان شیخ کی خدمت اتنی عاجزی وانکساری اور والہانہ

انداز سے کرے کہ شیخ بھی اس خدمت کو دیکھ کر مرید پر عاشق ہو جائے۔ ایسے مرید پھر گویا شیخ کی مراد بن جاتے ہیں۔ قرآن دیکھیں جو مراد تھے انہیں کہہ دیا اَلَمْ نَشْرَحْ لَکَ صَدْرَکَ (کیا ہم نے تمہارا سینہ کھول نہیں دیا) اور جو مرید تھے انہیں خود کہنا پڑا رَبِّ اشْرَحْ لِیْ صَدْرِیْ (اے میرے رب میرے سینے کو کھول دے)

آداب اور ترقی:

انسان جتنا زیادہ آداب کا خیال رکھتا ہے اتنا ہی زیادہ اسے عروج حاصل ہوتا ہے۔ جتنا زیادہ مرید اللہ تعالیٰ کی خاطر شیخ کے آداب کا خیال رکھتا ہے اتنا ہی زیادہ اللہ تعالیٰ کا محبوب بن جاتا ہے۔ نبی ﷺ کی زندگی سے ہمیں آداب کی تعلیم ملتی ہے۔ نبی ﷺ نے معراج کی رات بہت زیادہ آداب کا خیال رکھا۔ آپ کے ادب کی تو خود اللہ تعالیٰ نے گواہی دے دی کہ مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰی (نہ نگاہ بھٹکی اور نہ ادھر ادھر ہوئی)

حضور ﷺ نے معراج کی رات ایسے ادب کا خیال رکھا کہ انسان حیران ہو جاتا ہے۔ آداب سے ہی انسان کو کامیابی اور ترقی نصیب ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں کامل آداب کی توفیق عطا فرمائے۔

اسی دوران آپ کے ایک خلیفہ جو کہ حضرت مجدد الف ثانیؒ کی اولاد سے ہیں انہوں نے بڑے ادب کے ساتھ سرحد کے علاقے مالاکنڈ اور تھانہ کے لیے حضرت جی سے پروگرام مانگا۔ آپ نے بڑی بشاشت سے فرمایا کہ ضرور وقت دیں گے، پھر اس جگہ کے متعلق پوچھا اور معلومات حاصل کیں۔

دل کا علاج:

ایک پروفیسر صاحب نے چاند گرہن اور سورج گرہن کا تذکرہ چھیڑا آپ نے فرمایا کہ ہاں کسوف اور خسوف کے نفل پڑھنے کا ذکر کتابوں میں آتا ہے۔ اس دوران ایک آدمی نے دل کی بیماریوں اور اس کے علاج کی بات شروع کر دی۔ اس پر حضرت شیخ نے ایک عجیب بات سنائی کہ امریکہ میں ایک ہسپتال میں ہارٹ کے بہت بڑے ڈاکٹر نے مریض سے کہا کہ تیرا علاج یہ ہے کہ تو صبح و شام بڑی محبت سے آدھا گھنٹہ اللہ اللہ کیا کر۔ یہ عمل کرنے سے مریض کی حالت درست ہو گئی۔ ڈاکٹر صاحب نے اس کی وجہ یہ بتائی کہ تجربہ کیا گیا ہے کہ جس سے انسان کو محبت ہو تو اس کا ذکر کیا جائے تو دل کی پمپنگ بڑھ جاتی ہے۔ ہمارا یہ تجربہ ہے کہ خود محبوب کا ذکر کرنا تو بڑی بات ہے اگر محبوب کا کوئی نام بھی لے تو دل کی دھڑکن بڑھ جاتی ہے۔

اک دم بھی محبت چھپ نہ سکی جب تیرا کسی نے نام لیا

ذکر کی برکات:

اسی اللہ کے ذکر پر بات چل نکلی تو قریب بیٹھے ہوئے ایک آدمی نے واقعہ سنایا کہ تبلیغ والے کہیں ایسی جگہ پھنس گئے کہ جہاں کھانے پینے کو کچھ بھی نہیں ملتا تھا۔ جب بھوک کا احساس بہت زیادہ ہوتا تو ذکر شروع کر دیتے اس سے ان کو تسلی ہو جاتی۔ حضرت شیخ دامت برکاتہم نے فرمایا جب امام مہدیؒ تشریف لائیں گے تو اس وقت بھی ایسا موقع آئے گا کہ ذکر پر ہی گزارا ہوگا۔

مسلمانوں کے حالات:

اس پر مسلمانوں کے حالات کا تذکرہ چھڑ گیا کہ مسلمانوں پر کون کون سے حالات آنے والے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ علما کرام نے لکھا ہے کہ حدیث شریف میں تذکرہ آیا ہے کہ بنی اسرائیل پر دو دفعہ (بہت بڑی) تباہی آئی تھی میری امت بھی بنی اسرائیل کے نقش قدم پر چلے گی حتیٰ کہ اگر ان میں سے کوئی بل میں گھسا تھا تو یہ بھی بل میں گھسیں گے۔ سوچیں! بنی اسرائیل پر پہلی تباہی سات سو سال کے بعد آئی تھی مسلمانوں پر بھی تقریباً سات سو سال کے بعد تاتار کے ذریعے تباہی آئی۔ بنی اسرائیل پر دوسری تباہی مزید سات سو سال کے بعد آئی تھی امت مسلمہ پر تقریباً 1400 سال سے زیادہ ہو رہا ہے اب پھر کوئی نہ کوئی تبدیلی کا وقت قریب ہے۔

طالبان افغانستان:

طالبان افغانستان کا ذکر چل نکلا تو فرمایا کہ طالبان کا ذکر سن کر اتنا دل خوش ہوتا ہے اور بہت سی دعائیں دل سے نکلتی ہیں الحمد للہ۔ دنیا میں ایک تو ایسا ملک ہے جہاں رب کی دھرتی پر رب کا قانون نافذ ہے۔ طالبان نے اسلام کے نفاذ کے لئے اپنی پوری کوشش کی ہے اللہ تعالیٰ ان کا حامی و ناصر ہو۔

طرز جمہوری نہ شان کجکلاہی چاہیے
جس کے بندے ہیں اس کی بادشاہی چاہیے

اسلام کا نفاذ:

ایک آدمی آپ کی مجلس شریف میں بولے جا رہا تھا حضرت جی کا تحمل

قابل رشک تھا حالانکہ اس کا بولنا سامعین کی برداشت سے باہر ہو رہا تھا۔ سیاست حاضرہ پر وہ کافی دیر بولتا رہا، پھر حضرت جی سے پوچھنے لگا کہ کیا میں درست کہہ رہا ہوں؟ حضرت شیخ دامت برکاتہم نے فرمایا، ہم سن رہے ہیں۔ عجیب حالت تھی کہ خود اپنے چہرے پر اسلام نافذ نہیں ہے اور کہہ رہا تھا کہ مجھے اختیار مل جائے تو پورے ملک میں یہ کر دوں گا۔ بہت سے لوگ ایسے ہی دعوے کرتے ہیں۔ اللہ والوں کو حیرانی ہوتی ہے جو چیز ہاتھ میں ہے کہ اپنے اوپر شریعت کو نافذ کرلیں وہ کرتے نہیں ہیں اگر ایسا کرلیں تو کم از کم ایک بے عمل آدمی تو ملک میں کم ہو جائے گا۔ خالی زبانی جمع خرچ سے کیا ہوتا ہے۔ آج خلوص کے ساتھ عمل کی ضرورت ہے تب بات بنے گی ہر کوئی اپنی فکر کرے اور اپنے آپ کو بدلنے کی کوشش کرے۔ اپنی زندگی میں کئی کئی سال گزرنے کے بعد بھی کوئی تبدیلی پیدا نہیں کرتے کتنے افسوس کی بات ہے۔

ے جس میں نہ ہو انقلاب موت ہے وہ زندگی
روح امم کی حیات کشمکش انقلاب

دعوت کا رد کرنا:

صبح کے ناشتے کا وقت ہو گیا ناشتہ لگایا گیا۔ حضرت شیخ دامت برکاتہم نے سب حاضرین کے ساتھ کھانا کھایا۔ ناشتہ کے بعد ملتان سے دو دوست تشریف لے آئے، ایک دوست ذرا نئے تھے مگر کئی دفعہ آچکے تھے حضرت جی نے ناشتہ کی دعوت دی۔ اس نے کہا کہ ناشتہ کیا ہوا ہے۔ حضرت شیخ دامت برکاتہم نے فرمایا، اتنی دفعہ آئے ہو مگر ابھی تک یہ ادب بھی نہ سیکھا کہ کھانے کی دعوت دی جائے تو رد نہیں کرتے خواہ چند لقمے ہی کھا لئے جائیں، سنت کا اجر تو مل جائے گا اور دوسرے کا دل بھی خوش ہو جائے گا۔

مجلس 37

ساؤتھ افریقہ کے حالات

ساؤتھ افریقہ سے فون:

نماز مغرب کے بعد ساؤتھ افریقہ سے فون آیا، کافی دیر حضرت جی فون فرماتے رہے اور فون پر ہی مشورے دیتے رہے۔فون کے بعد ساؤتھ افریقہ کے سفر کے حالات کا تذکرہ چل نکلا ارشاد فرمایا، ہم تو اللہ کے توکل پر ساؤتھ افریقہ چلے گئے کہ اللہ تعالیٰ نے کام لینا ہوگا تو خود ہی راستہ بن جائے گا۔ جب ساؤتھ افریقہ اترے تو صرف مولانا سلیمان صاحب واقف تھے۔ جس جگہ اترے اس کے قریب ایک ڈاکٹر صاحب رہتے تھے جن کے ہاں ٹھہرنا تھا۔ انہیں ڈاکٹر صاحب کو ایک مجلس ذکر میں جانا تھا۔ انہوں نے پوچھا کہ آپ آرام کریں گے یا ساتھ جائیں گے؟ حضرت جی نے فرمایا کہ آرام کہاں ساتھ چلیں گے۔

باعث عبرت مریض:

اسی مجلس میں ایک مریض حاضر خدمت ہوا جو کہ باعث عبرت تھا۔ اس

کے سارے چہرے کے اوپر بڑے بڑے دانے سے نکلے ہوئے تھے جس کی وجہ سے سارے چہرے پر سوجن تھی۔ اس مریض کی طرف دیکھنے سے ہی خوف آتا تھا۔ اس کے ساتھی نے مجلس کے دوران ہی بار بار نقش بنا کر دینے کا تقاضا شروع کر دیا۔ آخرکار حضرت جی نے اسے نقش بنا کر دیا۔ حضرت جی کے اس اخلاق سے بہت لوگ متاثر ہوئے کیونکہ اتنی مصروفیت میں نقش بنا کر دینا مشکل تھا۔

ہمبرگ سے فون:

اسی دوران ہمبرگ سے فون آ گیا۔ اسے فون پر ہی سکون اور رزق کے لئے سورۃ لِاِیْلٰفِ قُرَیْشٍ بتائی کہ اسے پڑھا کریں۔ اس سے انگریزی میں گفتگو فرماتے رہے۔ اس آدمی کو فون پر ہی فرمایا کہ مراقبہ زیادہ کیا کریں اس سے قوت ارادی (Willpower) مضبوط ہو جائے گی اور پریشانیاں کم ہوتی چلی جائیں گی۔

مانچسٹر سے فون:

ہمبرگ سے جو فون آیا تھا وہ بند ہوا تو مانچسٹر سے فون آ گیا۔ جس میں فون کرنے والے نے اپنی پریشانی کا تذکرہ کیا تو حضرت جی نے اسے نماز کے بعد 11 دفعہ سورۃ لایلف قریش پڑھنے کے لئے بتایا اور شروع آخر میں درود شریف پڑھنے کے لئے فرمایا اور جب وَاٰمَنَهُمْ مِّنْ خَوْفٍ پر پہنچیں تو اس پریشانی سے نجات کی نیت کریں۔ اس فون کے بعد پھر کسی عورت کا فون آیا تو اسے یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ بِرَحْمَتِكَ اَسْتَغِيْثُ پڑھنے کے لئے بتایا۔ اس نے بھی اپنی کسی مشکل کا تذکرہ کیا تھا مزید فرمایا کہ اسے عورت ہر وقت پڑھ سکتی ہے۔

اس عورت نے فون پر دعاؤں کی درخواست کی تو آپ نے فرمایا کہ دعائیں کرنے میں ہم کسر نہیں چھوڑیں گے اللہ تعالیٰ خیر کرے گا، مہربانی فرمائے گا۔

اللہ تعالیٰ کی مہربانیاں:

شروع کی بات کو جاری رکھتے ہوئے فرمایا کہ ساؤتھ افریقہ میں جہاں جا کر ٹھہرے تھے اس ڈاکٹر صاحب نے کہیں پروگرام میں جانا تھا ہم سب عشاء کی نماز پڑھ کر وہاں چلے گئے۔ وہاں بڑا دارالعلوم تھا، اس دارالعلوم کو حضرت شیخ الحدیث مولانا زکریاؒ کے ایک خلیفہ نے بنایا ہے۔ کئی ملکوں کے طلبہ وہاں پڑھتے ہیں۔ انہوں نے اس عاجز سے فرمایا کہ صرف دس منٹ بیان کر سکتے ہیں۔ اس عاجز نے بیان کیا، انہیں بیان پسند آ گیا۔ پھر کہا کہ آدھا گھنٹہ بیان اور کر دیں۔ بیان سن کر سب رونے لگ گئے، پھر انہوں نے فرمایا جتنا چاہیں بیان کریں۔ ارشاد فرمایا، فقیر نے تقریباً ڈیڑھ گھنٹہ بیان کیا اور پھر وہاں اساتذہ کرام سے بیان کیا۔ انہوں نے مجھے لے کر جانے والے آدمی سے پوچھا کہ یہ بندہ آپ نے کہاں سے Discover کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے کن کن احسانات کا تذکرہ کیا جائے۔

ساؤتھ افریقہ میں ریڈیو پروگرام:

ان علما حضرات نے از خود میرا ریڈیو پروگرام سیٹ کر دیا۔ اس ریڈیو اسٹیشن پر عجیب بات دیکھی کہ اوپر سے لے کر نیچے تک تمام عملہ علما کرام ہی پر مشتمل تھا۔ ہم نے اپنے بڑوں کو کبھی ریڈیو پروگرام کرتے نہیں دیکھا تھا اس لئے مجھے انشراح نہیں ہو رہا تھا۔ اس لئے یہ پروگرام ریڈیو پر نہیں کیا۔

اندازاً وہاں مختلف جگہوں پر ہر روز چار پروگرام ہوتے تھے۔ کہیں عورتوں

میں، کہیں مردوں میں، کہیں طلبہ میں پروگرام ہوتے رہتے تھے۔ تقریباً 35\36 پروگرام ہوئے ہوں گے۔ ابھی جو ساؤتھ افریقہ سے فون آیا تھا اس میں بتایا گیا کہ ایک بہت بڑے عالم بیعت ہونا چاہتے ہیں۔ دوسری بات یہ بتائی گئی کہ ساؤتھ افریقہ کی آپ کی ساری کیسٹیں جمع کر لی گئیں ہیں اور باری باری ریڈیو سے نشر ہو رہی ہیں۔ اللہ تعالیٰ عجیب طریقے سے کام لیتے ہیں یہ اس کی مہربانی ہے۔

باطنی نسبت کی برکات:

حضرت جی دامت برکاتہم نے تحدیث نعمت کے طور پر فرمایا کہ باطنی نعمت بھی عجیب نعمت ہے۔ علمائے کرام کتنی خوبصورت باتیں کرتے ہیں مگر اثر اتنی دیر ہی رہتا ہے جتنی دیر پروگرام رہتا ہے۔ باطنی نعمت بڑی عجیب نعمت ہے اس کی بڑی برکات ہیں۔ یہ سوچ کبھی نہیں ہونی چاہئے کہ میں کام کر رہا ہوں یہ سوچتے رہیں کہ اللہ تعالیٰ کام لے رہا ہے۔ یقین کریں خود ایسے کام کوئی نہیں کر سکتا اللہ تعالیٰ کام لیتے ہیں۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ میرے شیخ پیر غلام حبیبؒ کو کہیں دعوت ملی آپ تھکے ہوئے تھے۔ میں نے عرض کیا کہ حضرت! آپ پروگرام کے لئے تشریف لے جائیں۔ حضرت پیر غلام حبیبؒ نے فرمایا میرے پاؤں جہاں تک پڑتے ہیں پڑنے دیں۔ امید ہے اس کی برکات ہو جائیں گی۔ باطنی نسبت والے جہاں جاتے ہیں اپنے اثرات چھوڑ کر آتے ہیں۔

ساؤتھ افریقہ میں مشائخ کا کام:

حضرت جی دامت برکاتہم نے فرمایا کہ ساؤتھ افریقہ میں اتنا دین کا کام ہے کہ ایک ایک مسجد میں کئی کئی علمائے کرام موجود ہیں۔ یہ ہمارے بڑوں کی

کتنیں ہیں حضرت شیخ الحدیثؒ، حضرت مفتی محمود حسن گنگوہیؒ، حضرت مولانا مفتی محمد شفیعؒ نے کام کیا۔ شکار تو ہمارے بڑوں نے مارے اللہ تعالیٰ نے اس میں ہمیں بھی حصہ دے دیا۔ یہ سب اللہ تعالیٰ کی توفیق اور مہربانی سے ہوتا ہے ہم کیا چیز ہیں کہ ہم سے کچھ ہوگا۔ وَمَا تَوْفِيْقِيْ اِلَّا بِاللّٰهِ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَاِلَيْهِ اُنِيْبُ۔

چھاپے خانے کو غسل دینا:

اسی دوران ساؤتھ افریقہ میں چھپنے والی کتابوں کی بات چل نکلی، ارشاد فرمایا کہ اس وقت ساؤتھ افریقہ میں اتنی زبردست کتابیں لکھی جا رہی ہیں کہ حیران ہوتے ہیں۔ اتنے متقی لوگ ہیں کہ چھاپے خانے کو اسلامی کتابیں چھاپنے کی خاطر غسل دیتے ہیں۔ سیاہی ڈال کر پہلے چھاپے ہوئے اثر کو زائل کرتے ہیں پھر اس پر اسلامی کتابیں چھاپتے ہیں۔

کتابوں کے تحفے:

ایک دفعہ امریکہ میں ''تعلیم الحق'' نامی کتاب جو کہ ساؤتھ افریقہ سے چھپی تھی پسند آ گئی ہم نے خط لکھا کہ وہ بھیج دیں۔ انہوں نے نہ بھیجی جہاں ہم گئے یہ جونی کا علاقہ تھا، یہ لوگ تصوف کے خلاف تھے۔ انہیں تصوف کے کالجوں کے ہاں پروگرام ہوا، اس کے بعد وہاں کے مفتی صاحب سے ملاقات ہوئی۔ انہوں نے اپنی چھپی ہوئی کتابوں کا تحفہ دیا۔ جس میں ''تعلیم الحق'' نامی کتاب بھی دی۔ جس کتاب کے لئے ہم نے کئی دفعہ تقاضا کیا تھا اب وہ لوگ مجھے کہنے لگے کہ آپ ہمیں ان کتابوں کی لسٹ بھیج دیں جو آپ کو چاہیے

ہم آپ کو وہیں وہ کتابیں بھیج دیں گے۔ واقعی انہوں نے نیویارک میں کتابیں بھیج دیں۔ ساؤتھ افریقہ والوں نے وہاں ایک بہت بڑے سکول کے لیے جگہ خریدی اور مجھے اس کا خواہ مخواہ سرپرست بنا دیا کہ جیسا آپ کہیں گے ہم ویسا ہی آپ کی ہر بات کے مطابق کام کرتے جائیں گے۔ الحمد للہ رب العالمین۔

وقت کی برکات:

مجلس کے آخر پر حاصل پور سے آئے ہوئے کچھ لوگوں نے بیعت کی، ایک عالم نے پوچھا کہ اشراق کا وقت کب تک رہتا ہے۔ ارشاد فرمایا کہ ایک نیزے کے برابر سورج بلند ہونے تک رہتا ہے۔ اگر نہ پڑھ سکے تو چاشت کی نیت کر لیں بلکہ نوافل میں تو صلوۃ التوبہ، تحیۃ المسجد، تحیۃ الوضو اور بھی بہت سی نیتیں کر سکتے ہیں۔ جتنی نیتیں کریں گے سب کا اجر مل جائے گا۔ وَمَا ذٰلِکَ عَلَی اللّٰہِ بِعَزِیْزٍ۔ فیصل آباد سے تشریف لائے ہوئے ایک عالم نے وقت مانگا تو اسے پروگرام کے لئے وقت دیا۔ الحمد للہ تھوڑے سے وقت میں اللہ تعالیٰ نے اتنی برکت ڈال دی کہ بہت سے کام نمٹا دیے۔

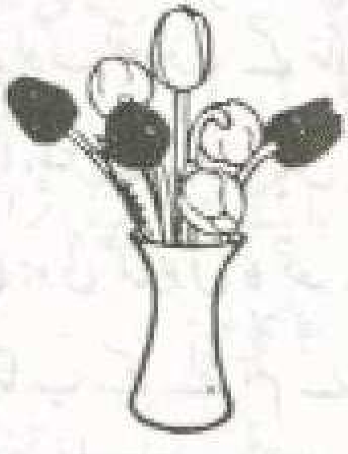

مجلس 38

متفرق مجالس

محبت کا والہانہ انداز:

حضرت جی دامت برکاتہم راقم الحروف کے گھر تشریف فرما تھے کسی سلسلہ میں گفتگو میں راقم الحروف نے عرض کیا کہ فلاں کے اندر تو والہانہ انداز محبت ہے۔حضرت جی دامت برکاتہم نے فرمایا کہ واقعی مرید کی محبت میں اگر والہانہ انداز ہو تو پھر کام بڑی آسانی سے بنتا ہے۔اس ملفوظ کی خاص بات یہ تھی کہ حضرت شیخ دامت برکاتہم نے (والہانہ انداز) پر بڑا خوش ہو کر زور دیا اور فرمایا محبت میں والہانہ انداز مرید کے لئے ضروری ہے۔

مراقبہ کی مثال:

ایک جگہ گفتگو کرتے ہوئے حضرت جی دامت برکاتہم نے مراقبہ پر زور دیا اور فرمایا کہ اگر مرغی 22 دن انڈوں پر بیٹھ کر اس میں حرارت پیدا کر سکتی ہے اور انڈوں سے بچے نکل سکتے ہیں تو کیا انسان میں مرغی سے کم حرارت ہے، کیا انسان مراقبہ کے ذریعے اپنے دل سے چوں چوں کی بجائے اللہ اللہ نہیں کر سکتا۔یاد رکھیں دل بڑی عجیب و غریب شے ہے۔

دل دریا سمندروں ڈونگے تے کون دلاں دیا جانے ہو

روحانی دوائیں:

ایک موقع پر معمولات کی اہمیت بتاتے ہوئے فرمایا کہ یہ معمولات روحانی دوائیں ہیں ان کو استعمال کریں، انشاء اللہ فائدہ ہوگا۔ دوائی سے کوئی پیٹ نہیں بھرتا ہوتا دوائی سے تو صرف بیماری ختم کر کے بھوک لگائی ہوتی ہے۔ اسی طرح یہ معمولات بھی اتباع شریعت کی بھوک لگائیں گے۔ اتباع شریعت کا ذوق شوق پیدا کریں گے۔

اچھی صحبت اور انقلاب:

اگر انسان چاہتا ہے کہ میرے اندر بہت جلدی تبدیلیاں آجائیں اور میرے اندر اچھی عادات جلدی پیدا ہو جائیں تو وہ کسی صاحب دل کی صحبت میں بیٹھے تو اسے وہ وہ کچھ ملے گا جو کہ بڑے بڑے بادشاہوں سے بھی نہیں مل سکتا۔

تمنا درد دل کی ہو تو کر خدمت فقیروں کی
نہیں ملتا یہ گوہر بادشاہوں کے خزینوں میں

انسان اچھی صحبت میں بیٹھے گا تو زندگی میں انقلابی تبدیلیاں آنی شروع ہو جائیں گی انگریزی کا ایک خوبصورت مقولہ ہے کہ انسان اپنی صحبت سے پہچانا جاتا ہے۔

A Man is known by the company he keeps.

تبلیغ اور گھر کا خرچہ:

ایک دوست نے سوال کیا کہ تبلیغ پر بغیر انتظام کئے جانا کیسا ہے؟ ارشاد فرمایا کہ جب حج فرض ہو جائے تو گھر والوں کو خرچہ دے کر جانا ضروری ہے تو پھر تبلیغ پر جانے کے لئے بھی گھر بار کے خرچ کا انتظام ضروری ہے۔ تبلیغ پر جانا تو بالکل جائز ہے مگر بعض رنگروٹ ہوتے ہیں جو کہ جذبات میں بعض اوقات غلط فیصلے کر جاتے ہیں۔

مجلس 39

مضر اور نقصان دہ چیزیں

انگلیوں میں انگلیاں ڈال کر ہاتھوں کو نہیں باندھنا چاہئے:

حضرت جی دامت برکاتہم گھر سے خانقاہ میں تشریف لائے، ہم سب حضرت جی کی صحبت میں اصلاح کی نیت سے بیٹھ گئے۔ راقم الحروف انگلیوں میں انگلیاں ڈال کر ہاتھ باندھے بیٹھا تھا۔ ارشاد فرمایا، اس طرح ہاتھوں کو نہیں باندھنا چاہئے یہ مکروہ ہے، ناپسندیدہ ہے۔ بالفرض اگر سامنے سے یا اوپر سے سانپ گر پڑے تو ہاتھوں کو وہیں خوف کی وجہ سے لاک لگ جاتا ہے اور انسان اپنا بچاؤ نہیں کر پاتا۔ ہماری شریعت کا یہ حسن ہے کہ اس نے ہر ناپسندیدہ اور مکروہ چیز سے ہمیں روک دیا ہے اس میں ہماری ہی حفاظت ہے۔ اسی طرح ہاتھوں کو پیچھے باندھ کر چلنا بھی مکروہ اور ناپسندیدہ ہے۔

کن جگہوں پر پیشاب نہیں کرنا چاہئے:

ارشاد فرمایا کہ سوراخوں میں بے سوچے سمجھے یونہی انگلی ڈال دینا اچھا نہیں ہے اس سے منع کیا گیا ہے۔ اسی طرح سوراخوں میں پیشاب کرنے کو بھی منع کیا گیا ہے کیونکہ سوراخ سے کوئی چیز نکل کر ڈس سکتی ہے۔ یہ سب کچھ ہماری

ہی حفاظت کے لئے فرمایا گیا ہے۔ راستوں پر پیشاب کرنے سے منع کیا گیا، پھل والے درختوں کے نیچے پیشاب کرنے سے بھی منع کیا گیا ہے۔

پورے چہرے سے دیکھنا چاہئے:

ارشاد فرمایا کن انکھیوں سے دیکھنے سے منع کیا گیا ہے۔ حضور ﷺ جب بھی دیکھتے تھے پورے چہرے سے متوجہ ہوکر دیکھتے تھے۔ بعض دوست Sleeping bag میں پورا جسم ڈال کر اور منہ بستر کے اندر ڈال کر سو جاتے ہیں یہ ٹھیک نہیں ہے اس سے نقصان ہونے کا خطرہ ہوتا ہے۔

بغیر منڈیر کے چھت پر سونا منع ہے:

ارشاد فرمایا، شریعت میں بہت زیادہ گرم چیز پینے سے منع کیا گیا ہے اس سے منہ جل جانے کا خطرہ ہوتا ہے۔ بغیر منڈیر کے چھت پر سونے سے منع کیا گیا ہے، منڈیر کے اوپر چلنے سے منع کیا گیا ہے اس سے گرنے کا خطرہ ہوتا ہے۔ شریعت کا حسن ہے کہ معمولی سی نقصان دہ چیز سے بھی منع کر دیا گیا ہے۔

بستر کو جھاڑ کر سونا چاہئے:

ارشاد فرمایا، اندھیرے میں بغیر منڈیر کے چھتوں پر سونا بڑا نقصان دہ ہے کبھی انسان نیند میں چلنے بھی لگ جاتا ہے اس سے بڑے نقصان کا خطرہ ہے۔ بغیر جھاڑے بستر پر سونا بھی منع ہے، بستر میں کوئی چھوٹا موٹا کیڑا یا ضرر رساں چیز ہو سکتی ہے۔ ہمارے یہاں ایک ایسا ہی واقعہ پیش آیا تھا کہ بارش ہوئی لوگ چھتوں پر سوئے ہوئے تھے۔ بارش کی وجہ سے لوگ نیچے اترے جلدی جلدی پھر بستروں میں گھس گئے۔ ایک عورت چھت سے نیچے اتری وہ بھی بغیر بستر جھاڑے

لیٹ گئی۔ اس بستر میں کالا ناگ تھا، اس ناگ نے ڈس لیا اور وہیں ڈھیر ہو گئی۔ اگر سنت پر عمل کر لیتی اور بستر کو جھاڑ کر سوتی تو اللہ تعالیٰ مہربانی فرماتے۔

شریعت کا حسن اور خوبصورتی:

ارشاد فرمایا، کسی کے دروازے پر جائے تو کھٹکھٹانے کے بعد دروازے سے ایک طرف ہٹ کر کھڑا ہونا چاہئے۔ سامنے کھڑا نہیں ہونا چاہئے، نظر اندر پڑنے کا خطرہ ہے۔ بڑی باتیں تو بڑی باتیں، ہمارے نبی ﷺ نے تو تھوک پھینکنے کا طریقہ بھی بتایا ہے کہ دائیں طرف نہ پھینکیں اور قبلہ کی طرف نہ پھینکیں۔ یہ بھی احتیاط کرنی چاہئے کہ لوگوں کے سامنے نہ پھینکیں اس سے گھن آتی ہے بلکہ ایک طرف ہٹ کر پھینکیں اور بہتر ہے اسے مٹی سے چھپا دیں تاکہ کسی مسلمان کی کوفت کا سبب نہ بنے۔ یہ ہماری شریعت حقہ کا حسن ہے کہ ہر چیز کا بہترین طریقہ بتا دیا ہے۔ اب بھی کوئی شریعت کی باتوں کو اہمیت نہ دے تو وہ اپنی بدبختی کو دعوت دینے والا بنے گا۔ شریعت کی خوبصورتی دیکھئے کہ ایک ایک بات کو وضع کر دیا تاکہ ہم نقصانات سے بچ جائیں۔ اب بھی کوئی شریعت وسنت کی خلاف ورزی کرے گا تو اپنے پاؤں پر خود ہی کلہاڑی مارنے والا بنے گا۔

حوصلہ افزائی:

حضرت جی دامت برکاتہم نے ان مجالس کے مسودے کا مطالعہ کیا اور ارشاد فرمایا، اچھا ہے وہ لوگ جو موجود نہیں ہیں انہیں بھی فائدہ ہو جائے گا۔ اللہ تعالیٰ ہمارے حضرت شیخ کو بہترین جزائے خیر عطا فرمائے کہ وہ ایسے کاموں کی حوصلہ افزائی فرماتے ہیں ورنہ ہماری مثال تو اس طرح ہے کہ کیا پدی اور کیا پدی کا شوربہ، ہماری تو کوئی اوقات نہیں۔

مجلس 40

سچے اور سُچے پیر کی علامات

سچے پیر کی صحبت کے اثرات:

حضرت جی دامت برکاتہم کی صحبت بابرکات میں بیٹھے ہوئے تھے، کچھ دوست حضرت جی کی خدمت کر رہے تھے اس دوران بھی آپ نے اصلاحی باتیں ارشاد فرمائیں جو بڑی گراں قدر ہیں۔

پیر پر اعتماد نہ کرنے کے نقصانات:

اسی دوران آپ نے پیر پر اعتماد کرنے اور اسے حالات صحیح بتانے کے متعلق نہایت قیمتی باتیں ارشاد فرمائیں۔ ''پیر کو سچی بات بتانی چاہیے ورنہ مرید اپنا ہی نقصان کرے گا سب سے بڑی نقصان کی بات یہ ہوگی کہ پیر کا اعتماد اس پر سے ختم ہو جائے گا۔ یاد رکھیں! آپ اپنی حقیقت نہیں کھولیں گے تو اللہ تعالیٰ آپ پر معرفت نہیں کھولے گا۔ سچ بتانے میں مرید کا اپنا ہی فائدہ ہے۔ پیر کے سامنے لگی لپٹی کے بغیر بات کرنی چاہیے''۔ ارشاد فرمایا'' سچے صاحب نسبت پیر کی یہ نشانی ہے کہ وہ جاہلوں کو بھی علم حاصل کرنے پر لگا دیتا ہے، عالم کو عامل بنا دیتا ہے اور عامل کو مخلص بنا دیتا ہے''۔

کام کرنے والے بنیں:

اسی دوران ایک دوست کے حالات دریافت کیے تو اس نے عرض کیا کہ B.Com کر رہا ہوں۔ آپ نے ایک لطیف نکتہ پیدا فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ جو بھی (Com) کام کریں مگر کام کرنے والے بنیں۔ اہل دل کی نشانی ہی یہ ہوتی ہے کہ وہ لوگوں کو نیکی کے کام پر لگا دیتے ہیں۔

پیر سے سچ بات کہنی چاہیے:

اسی دوران ایک دوست کے حالات دریافت فرمائے تو اس نے کہا کہ تین رات سے نیند نہیں آئی، یہ ہے اور وہ ہے اس طرح کی کچھ باتیں کیں۔ اس پر حضرت جی دامت برکاتہم نے ارشاد فرمایا، کیا ماں کو بیٹی کی حقیقت معلوم نہیں ہوتی، کیا باپ کو بیٹے کے حالات کا علم نہیں ہوتا؟ اسی طرح وہ پیر ہی کیا کہ جس کو مرید کے حالات اور اصل حقیقت کا پتہ نہ چلے۔ اگر کسی تھانیدار کے سامنے سے بھی چور گزر جائے تو وہ اپنے تجربہ کی بنیاد پر اس کی چال اور چہرے کو ہی دیکھ کر بتا دیتا ہے کہ یہ چور ہے۔ اسی طرح پیر کو بھی مرید کے بولنے سے باتوں کا اور حقیقت حال کا پتہ چلتا رہتا ہے مگر یہ اس کا تحمل ہوتا ہے، ظرف ہوتا ہے، وہ آدمی کو ذلیل نہیں کرتا اور اس کے منہ پر بہت سی باتوں کو کھولتا نہیں ہے۔ مگر مرید کو خود ہی چاہیے کہ وہ پیر کے سامنے سچ سچ بتائے تا کہ علاج بروقت اور صحیح طریقے سے ہو سکے۔

عبرت انگیز واقعہ:

حضرت جی دامت برکاتہم نے عبرت کے لئے اور سمجھانے کی خاطر ایک

امام مسجد کا واقعہ سنایا اور ارشاد فرمایا، ایک امام مسجد آئے اور مختلف باتیں کرتے رہے اور بتاتے رہے کہ میں خواب میں یہ دیکھتا ہوں وہ دیکھتا ہوں، یہ چکنی چپڑی باتیں صرف اس لئے کرتے رہے کہ مجھے سبق آگے مل جائے اور غلط بیانی سے کام لیتے رہے۔ جب وہ بہت سی باتیں کر چکے تو فقیر نے کہا کہ کیا باتیں کرتے ہو سچ سچ بتاؤ کیا تم نماز میں برائی کرنے کے منصوبے نہیں بناتے۔ بس پھر تو اسے پسینے آگئے پھر تو اصل حقیقت بتانے لگا اور بالکل پھٹ پڑا اور کہا کہ میں عین نماز کے اندر برائی کرنے کے جال بنتا ہوں۔ اس لئے مریدین کو عقل سے کام لینا چاہئے اور پیر کے سامنے بالکل اس طرح اصل حقیقت بیان کرنی چاہئے جس طرح ڈاکٹر کے سامنے اپنی اصل حقیقت رکھتے ہیں تاکہ پیر بھی صحیح اور بروقت علاج کر سکے۔